نبوت کے نام پر قرآن پاک میں

شرمناک تحریف

مؤلف

عبدالرحیم منہاج
سابق ڈیوڈ منہاس

ناشر

ادارہ مرکزیہ دعوت و ارشاد چنیوٹ (پنجاب) پاکستان
فون 0466-332820 - فیکس 0466-331330
E.Mail: chinioti@fsd.comsats.net.pk

Irshad Printing Press & J.S.Computers Chiniot Punjab Pakistan
Ph.334420,332820 Mob.0320-4890351

ارشاد پرنٹنگ پریس اینڈ جے ایس کمپیوٹر کمپوزنگ سنٹر اندروان گلی جامعہ عربیہ چنیوٹ فون 0466-334420

نبوت کے نام پر قرآن پاک

میں

شرمناک تحریف

عبدالرحیم منہاج
سابق ڈیوڈ منہاس

﴿ناشر﴾

ادارہ مرکزیہ دعوت وارشاد چنیوٹ (پاکستان)

فون0466-332820 فیکس0466-3331330

E.Mail: Chinioti@fsd.comesats.net.pk

حرف استدعا

ہر آنے والا لمحہ بڑی تیزی کے ساتھ سفر کرتا ہوا گزرے ہوئے لمحہ کے ساتھ جا ملتا ہے۔ پھر اگر کوئی گزرے ہوئے لمحات کو صدا دے کہ وہ لوٹ آئیں تو دنیا اسے اس کا دیوانہ پن کہے گی۔ پھر یہی نہیں بلکہ اس کا ساتھی بن کر جو بھی اس کے ساتھ ہو لیا وہ بھی یاد رفتگاں کا عنوان بن کر رہ گیا۔ ایک وہ وقت تھا جب زیر نظر کتاب کا ایڈیشن منصۂ شہود پر آنے کیلئے اشاعت کے مراحل سے گزر رہا تھا تو اس کے مصنف مرحوم مولانا عبدالرحیم منہاج چمنستان اسلام کے گل بوٹوں کی آبیاری میں مصروف تھے۔ ایک یہ وقت ہے کہ ہم اس کا یہ ایڈیشن شائع کررہے ہیں کہ مصنف مرحوم کی صرف یادیں ہمارے ساتھ ہیں۔

مولانا مرحوم المعروف ڈیوڈ منہاس نے عرصہ دراز تک عیسائیت کی وادیوں میں سرگرداں رہنے کے بعد جب گلستان اسلام کی بہاروں میں قدم رکھا تو پھر اپنی تمام تر توانائیاں گزشتہ زندگی کے کفارہ ادا کرنے کیلئے اسلام کیلئے وقف کر دیں۔ اور پھر اپنی زندگی کا آخری حصہ تحفظ ختم نبوت کے عظیم مشن کے نام کرتے ہوئے ادارہ مرکزیہ دعوت وارشاد چنیوٹ کیساتھ وابستہ ہو گئے۔ انہی دنوں کی یادگار تصنیف آپ کے ہاتھ میں ہے۔

آج جب وہ ہم سے بچھڑ چکے ہیں تو ان کی کتاب کا حق استفادہ یہ ہے کہ ان کی رفع درجات کیلئے کبھی کبھار دست دعا دراز کر دیا کریں۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ انکے درجات بلند سے بلند تر فرمائیں۔ (آمین)

اعجاز احمد

(سابق) ناظم شعبہ تصنیف وتالیف

ادارہ ہذا

تقریظ : جناب مولانا محمد تقی عثمانی جسٹس سپریم کورٹ
وفاقی شریعی عدالت پاکستان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وکفی ، وسلام علیٰ عبادہ الزین اصطفیٰ

امابعد : جناب مولانا عبدالرحیم منہاج صاحب نے زیر نظر کتابچے میں انہوں نے قادیانیوں، باالخصوص مرزا غلام احمد قادیانی کے بیٹے اور ان کے دوسرے جانشین مرزا بشیر الدین محمود کی تحریف قرآن کے نمونے جمع فرمائے ہیں۔

قادیانیت اس لحاظ سے دنیا کا پر فریب ترین مذہب ہے کہ وہ اپنے آپ کو اسلام کے نام سے دنیا میں متعارف کرواتا ہے۔ لیکن چونکہ قرآن وسنت میں اس کے عقائد وافکار کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ اسلئے وہ اپنی مقصد براری کے لئے قرآنی آیات میں معنوی تحریف کا راستہ اختیار کرتا ہے۔

مولانا عبدالرحیم نے زیر نظر کتابچے میں واضح مثالوں سے سمجھایا ہے کہ یہ لوگ کس دیدہ دلیری اور ڈھٹائی کے ساتھ قرآن کریم میں معنوی تحریف کا ارتکاب کرتے ہیں۔ اور ساتھ ہی یہ ثابت کیا ہے۔ کہ اس معاملے میں ان کا طرز عمل نہ صرف یہ کہ یہودی اور عیسائی تحریفات کے مشابہ ہے۔ بلکہ انہوں نے اپنی ان تحریفات کے ذریعہ عیسائیوں کے ہاتھ مضبوط کئے ہیں اور اپنی دوراز کار تاویلوں اور تحریفات سے انہیں وہ مواد فراہم کیا ہے جو وہ سالہاسال کی کوششوں کے باوجود حاصل نہیں کر سکتے تھے۔

فاصل مؤلف کی یہ کاوش ایک طالب حق کی آنکھیں کھولنے کیلئے کافی ہے۔ البتہ جس دل پر ضد، عناد اور ہٹ دھرمی کی مہر لگ چکی ہو۔ اسکے لئے روشن سے روشن دلیل بھی کارآمد نہیں ہوسکتی۔

میری دلی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ موصوف کی اس تالیف کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت عطا فرمائیں۔ اور اسے لوگوں کے لئے ہدایت کا ذریعہ بنائیں۔ آمین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله وحده والصلوة والسلام على من لانبى بعده امابعد

قرآن کریم اللہ تعالیٰ کی آسمانی کتابوں میں آخری کتاب ہے۔ جو اس کے آخری پیغمبر خاتم الانبیاء محمد مصطفیٰ ﷺ پر نازل ہوئی۔ قرآن کریم سے پہلے جو آسمانی کتابیں نازل ہوتی رہی ہیں ان میں سے کسی کی بھی حیثیت دائمی نہ تھی۔ قرآن کریم ایک کامل اور مکمل شریعت اور بنی نوع انسان کی ہدایت کیلئے ایک مستقل ضابطہ حیات ہے۔ اس کی حیثیت ایک مستقل آئین کی ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کے علاوہ کسی آسمانی کتاب کی حفاظت کی نہ تو کوئی ضمانت دی اور نہ ہی اسکی حفاظت کے اسباب پیدا کئے۔ لیکن قرآن کریم کی حفاظت کا خود ذمہ لیا۔ اور فرمایا۔ **انا نحن نزلنا الذكر وانا له لحافظون** کیونکہ انسانی ہدایت کیلئے حضور اکرم ﷺ کے بعد نبی کوئی نہ تھا اور قرآن کریم کے بعد آسمان سے ہدایت کا کوئی پیغام آنے والا تھا۔

اسلئے ضروری تھا کہ اس مکمل ضابطہ حیات اور بنی نوع انسان کے اس ہدایت نامہ کی حفاظت کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ خود اپنے ذمہ لیتے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنی اس آخری کتاب کی ہر اعتبار سے وہ محیر العقول حفاظت فرمائی کہ دنیا دنگ رہ گئی اور دشمن کو بھی اس حقیقت کا اعتراف کئے بغیر چارہ نہیں۔ کہ آج چودہ سو سال گزر جانے کے بعد قرآن اپنی اصلی حالت میں موجود ہے۔ اور لاکھوں مسلمان اس مقدس کتاب کو اپنی سینوں میں محفوظ کئے ہوئے ہیں اور مسلسل تواتر سے چلے آرہے ہیں۔ پھر نہ صرف الفاظ و حروف کی حفاظت ہو رہی ہے۔ بلکہ صوت ولہجہ تک کی حفاظت ہو رہی ہے۔ جس کی نظیر کسی مذہب والا پیش نہیں کر سکتا۔ اللہ تعالیٰ نے جس طرح ظاہری الفاظ و حروف کی حفاظت کا بندوبست کیا اسی طرح

اس کے مطالب و معانی کی حفاظت کا بھی اہتمام کیا۔ تاکہ کوئی ملحد اور زندیق اور ہوا پرست اگر کلام الٰہی کے غلط معنی اور غلط تعبیر و تفسیر کرے تو اس کی نشاندہی اور محاسبہ کیا جاسکے۔ قرآن کریم کا صحیح معنی اور مفہوم وہی ہے جو شاگردان رسول ﷺ صحابہ کرامؓ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے توسط سے اب تک پورے تسلسل اور تواتر سے پہنچ رہا ہے۔ اور جب بھی کوئی ملحد و زندیق تحریف معنوی کرتا ہے تو علماء حق فوراً اس کی نشاندہی کر کے حفاظت قرآن کا فریضہ سرانجام دیتے ہیں۔

پچھلی صدی عیسوی میں برطانوی استعمار کے خود ساختہ پودا مرزائیت کے بانی مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے جانشینوں نے اپنی خود ساختہ نبوت اور دیگر باطل نظریات کی تائید وحمائت میں دل کھول کر معنوی تحریف کی اور قرآن کریم کو اپنے باطل نظریات کے سانچہ میں ڈھالنے کی سعی مذموم کرتے رہے اور اس ضمن میں اپنے پیشرو اساتذہ یہود و نصاریٰ سے بھی سبقت لے گئے۔

مولانا عبدالرحیم منہاج (سابق ڈیوڈ منہاس) فاضل عیسائیت جن کا اصل موضوع عیسائیت ہے۔ انہوں نے غلام احمد قادیانی کے بیٹے مرزا بشیر الدین محمود کی تفسیر صغیر سے تحریف کے چند نمونے قارئین کرام کیلئے جمع کئے ہیں۔ اس میں پورا استقصا نہیں کیا گیا مولانا کی محنت و کاوش قابل داد ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی اس محنت کو قبول فرمائیں اور اسے بھٹکے ہوئے مرزائیوں کے ذریعہ ہدایت بنائیں۔ ادارہ مرکزیہ دعوت وارشاد چنیوٹ فائدہ عوام کیلئے اس کی اشاعت کی سعادت حاصل کر رہا ہے۔

(مولانا) منظور احمد چنیوٹی (صاحب مدظلہ)

رئیس ادارت:

الدعوۃ الارشاد۔ اشرف المدارس الجامعۃ العربیۃ

چنیوٹ۔ پاکستان

بات پرانی انداز نیا

تاریخ اور قرآن پاک گواہ ہیں کہ منطق و فلسفہ، تفسیر و تعبیر، توضیح و تشریح و کنایہ، امکان و قرینہ اور تاویل و قیاس کا سہارا لیکر بعض لوگوں نے پتھر اور لکڑی تک کو خدا ثابت کر دکھایا اور پھر اپنی چرب زبانی اور مبالغہ آمیزی کی بدولت نہ صرف یہ کہ عوام سے پتھر اور لکڑی کی پرستش کروائی بلکہ ان میں اخلاص و ایثار و قربانی کا ایسا جذبہ بھی پیدا کیا۔ کہ یہ خود تراشیدہ خداؤں کے پجاری پیغمبران خدا سے بھی ٹکرا گئے۔ حضور اقدس ﷺ کے بعد چند لوگوں نے اسی پرانی اور قدیم طریق کو اپناتے ہوئے منطق و فلسفہ، تفسیر و تعبیر، توضیع و تشریح، اشارہ و کنایہ امکان و قرینہ تاویل و قیاس سے کام لیکر خود کو مامور من اللہ مصلح و مجدد مہدی و مسیح اور نبی تک منوانے کی کوشش کی اور اس میں کسی حد تک کامیاب بھی ہوئے، تاہم یہ حقیقت ہے کہ یہ خلاف حقیقت دعویٰ پتھر اور لکڑی کے خدا منوانے سے کسی بھی طرح عظیم تسلیم نہیں کیا جاسکتا۔

یہ بات پورے وثوق اور کامل یقین کے ساتھ کہی جاسکتی ہے کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی ان کے ہمنوا اور ان کے جانشینوں کی تعلیمات میں تجدید دین اصلاح ملت اور احیاء اسلام کے نام پر قرآن و حدیث کی ایک بات بھی ایسی نہیں ملے گی جس کی انہوں نے خود ساختہ تعبیر من مانی تفسیر اور من گھڑت تاویل نہ کی ہو۔ حضور اکرم ﷺ نے انہی لوگوں سے دور رہنے کی تاکید فرمائی تھی۔ آپ نے فرمایا۔

یکون فی آخر الزمان دجالون کزابون یا تونکم من الاحادیث بما لم تسمعو انتم ولا آبا فا یا کم و ایا هم لا یضلونکم ولا یفتنونکم (مسلم)

(۱؎ تاویل کی تفصیل کیلئے ص ۱۳ دیکھئے)

آخری زمانہ میں بڑے کذاب اور دجال پیدا ہوں گے جو تم کو ایسی باتیں آکر سنائیں گے جو تم نے اور تمہارے باپ دادوں نے نہ سنی ہوں گی۔ لہٰذا تم ایسے لوگوں کے قریب بھی نہ پھٹکنا اور خود کو ان سے بچانا وہ تم کو گمراہ نہ کردیں اور تم کو فتنہ میں نہ ڈال دیں۔ (مسلم)

تاویل و قیاس اس کی بات تو جانے دیجئے۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے خود کو نبی منوانے کیلئے قرآن پاک کے معنوی تحریف کرنے تک سے اجتناب نہیں کیا اور یہ اندوہناک سلسلہ یہیں ختم نہیں ہو جاتا بلکہ ان کے بڑے صاحبزادے مرزا بشیر الدین محمود نے قرآن پاک میں معنوی تحریف اور تغیر و تبدل کی وہ مثال قائم کی کہ بائیبل کے محرفین بھی منہ دیکھتے رہ گئے۔

یہ کتابچہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی اور مرزا بشیر الدین محمود صاحب کی قرآن پاک میں تحریفات کو منظر عام پر لانے کیلئے مرتب کیا گیا ہے۔ یہ بات اپنی جگہ مسلم ہے کہ قرآن پاک میں تحریف کرنے کی مذموم کوشش میں قادیانی زعما تنہا نہیں بلکہ اللہ کے سچے دین اسلام کے ازلی دشمن بد فطرت و بد طینت، کینہ پرور یہودی بھی بارہا یہ مذموم کوشش کر چکے ہیں۔ ابھی گذشتہ ماہ ہی یہ جگر سوز خبر اخبارات میں چھپی تھی کہ گذشتہ ماہ یہودیوں نے قرآن پاک کے ایسے نسخے پاکستان میں پہنچا دیئے ہیں جن میں تحریف کی گئی ہے۔ حکومت پاکستان نے ایسے تمام محرف شدہ نسخے برآمد کر کے ان کو تلف کر دیا۔ خدا کرے یہ کتابچہ بہت سے لوگوں کی ہدایت کا باعث بنے۔

عبدالرحیم منہاج

ادارہ مرکزیہ دعوت وارشاد

چنیوٹ

یہودی طرز عمل

آنجہانی مرزا غلام احمد صاحب قادیانی یہودیوں کے کلام الٰہی میں تحریف کرنے کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

قرآن مجید کی ترتیب کو الثنایہ مسلمان کا کام نہیں بلکہ یہ یہودیوں کا کام ہے۔

(خلاصہ عبارت ازالہ اوہام ص ۹۲۹ روحانی خزائن ص ۶۱۱ جلد ۳)

مرزا صاحب کی یہ عبارت "دیگراں نصیحت خود را فصیحت کی مصداق ہے مرزا غلام احمد اپنی خود ساختہ نبوت کو اللہ تعالیٰ کی جانب سے ثابت کرنے کیلئے یہودی طرز فکر کے مطابق قرآن پاک میں معنوی تحریف کرنے کے خود مرتکب ہوئے۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ قرآن پاک کی آیت

والذین یومنون بما انزل الیك وما انزل من قبلك و بالا خرة هم یو قنون .

اور جو نازل کیا گیا آپ پر اور جو نازل کیا گیا آپ سے پہلے انبیاء پر اور قیامت پر یقین رکھتے ہیں۔

یہ آیت حضور اکرم ﷺ کو اس معنی میں خاتم النبین قرار دیتی ہے کہ اب آپ کے بعد قیامت ہی آئے گی اور کوئی نیا نبی نہیں آئے گا۔ بلکہ صرف قیامت آئے گی۔ مرزا صاحب یہ اقرار کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"طالب نجات وہ ہے جو خاتم النبین پیغمبر آخر الزماں پر جو کچھ اتارا گیا اس پر ایمان لاوے اور اس پیغمبر سے پہلے جو کتاب اور صحیفے سابقہ انبیاء اور رسولوں پر نازل ہوئے۔ ان کو بھی مانے "و بالا خرة هم یو قنون" اور طالب نجات وہ ہے جو پیچھے آنے والی گھڑی یعنی قیامت پر یقین رکھے اور جزا و سزا مانتا ہو"۔ الحکم جلد ۱۴ شمارہ ۴، ۳، ۵، ۳ ص ۹

حضور اکرم ﷺ کے بعد نبی یا رسول آنے کی بجائے قیامت کے آ نے کا اقرار تو

مرزا صاحب نے کر لیا لیکن انہیں یہ احساس نہ ہوا کہ انکا دعویٰ نبوت ایسا دعویٰ ہے جس کی تصدیق قرآن پاک سے ہونا ممکن نہیں۔ اور قرآن پاک کی تصدیق کے بغیر مسلمان ان کی کوئی بات مان لیں یہ خارج از امکان ہے۔ بس یہی وہ احساس تھا جس نے مرزا صاحب کو کلام الٰہی میں تحریف کرنے اور یہودی راہ پر گامزن ہونے پر آمادہ ہونے پر مجبور کیا احساس محرومی کا شکار ہو کر اپنی بناوٹی اور خود ساختہ نبوت کو قرآن پاک سے جواز فراہم کرنے کیلئے یہودی طرز عمل یعنی تحریف کتاب اللہ پر آمادہ ہوئے اور قرآن پاک میں معنوی تحریف کر ڈالی اور قرآن پاک کے لفظ **آخرة** کے معنی قیامت کو اپنی تحریف کے نتیجہ میں لفظ **وحی** سے بدل دیا اور اپنے قلم سے اپنی یہودی ذہنیت کا اقرار کرتے ہوئے لکھا۔

آج میرے دل میں خیال پیدا ہوا کہ قرآن پاک اور اس سے پہلی وحی پر ایمان لانے کا ذکر قرآن مجید میں موجود ہے۔ ہماری وحی پر ایمان لانے کا ذکر کیوں نہیں۔ اس امر پر توجہ کر رہا تھا کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے بطور القاء یکایک میرے دل میں یہ بات ڈالی گئی کہ آیہ کریمہ **والذین هم یو منون بما انزل الیك وما انزل من قبلك وبا لاخرة هم یوقنون** میں تین وحیوں کا ذکر ہے۔ **ما انزل الیك** سے قرآن شریف کی وحی **وما انزل من قبلك** سے انبیاء سابقین کی وحی اور آخرة سے مراد مسیح موعود کی وحی ہے۔ آخرة کے معنی پیچھے آنے والی۔ وہ پیچھے آنے والی چیز کیا ہے۔ سیاق کلام سے ثابت ہے کہ یہاں پیچھے آنے والی چیز سے مراد وہ وحی ہے جو قرآن کریم کے بعد نازل ہوگی کیونکہ اس سے پہلے دو وحیوں کا ذکر ہے ایک وہ جو آنحضرت ﷺ سے پہلے نازل ہوئی۔ دوسری وہ جو آپ کے بعد نازل ہونے والی تھی

ریو آف ریلیجنز جلد ۱۴ شمارہ ۴ ص ۱۶۴ حاشیہ

خود ساختہ منصب نبوت پہ خود کو فائز کرنے کیلئے قرآن پاک میں معنوی تحریف کرنا مرزا غلام احمد صاحب کا ایسا کردار ہے جو آپ کو یہودی ضلالت و گمراہی کے دائرے سے باہر نہیں رہنے دیتا۔ عقل سلیم اور فہم مستقیم کے حامل افراد کیلئے یہ دیکھنا کہ مرزا صاحب کی

اصلیت کیا ہے۔ اس کے لئے انکا یہی تحریف قرآن والا عمل کافی ہے۔ جیسا کہ خود مرزا صاحب نے ایک شعر میں کہا ہے۔

اک نشانی کافی ہے مگر ہو دل میں خوف کردگار

لیکن وہ لوگ جن پر خدا تعالیٰ کے اس ارشاد کا اطلاق ہوتا ہے۔

ختم الله علی قلوبهم وعلی سمعهم وعلی ابصارهم غشاوة ولهم

اللہ نے ان کے دلوں اور کانوں پر مہر لگادی ہے اور ان کی آنکھوں پر پردہ ہے۔

ایک قدم اور آگے چلئے

آنجہانی مرزا بشیر الدین محمود صرف یہ کہ مرزا غلام احمد صاحب کے دوسرے جانشین ووارث تھے بلکہ مرزا صاحب کی مناوٹی نبوت کے کھیون ہار بھی تھے۔ آپ نے اپنے والد کی تحریف کے خلاف لفظ **آخرة** کے معنی قیامت تو کئے لیکن اپنی آبائی گدی پر بحیثیت خلیفہ ثانی اور مصلح موعود کے براجمان رہنے کے لئے عقل و شعور کو خیرباد کہہ کر لفظ **آخرة** کے معنوں کا منطقی نتیجہ وحی نکالا آپ لفظ **آخرة** پر مفصل بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

لفظی معنی " **وبالاخرة هم يوقنون** کے یہ ہیں کہ بعد میں آنے والی شے پہ یقین رکھتے ہیں اب رہا یہ سوال کہ بعد میں آنے والی شے کیا ہے۔ اگر تو اس امر کو دیکھا جائے کہ قرآن مجید میں **آخرة** کا لفظ زیادہ تر کن معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ تو اس کے معنی قیامت یا مابعد الموت زندگی کے ہوتے ہیں۔

مثلاً فرمایا **ماله فی الاخرة من خلاق** ۔ ایسے شخص کا حصہ مابعد الموت زندگی میں

اے مرزا صاحب کو جب تحریف کرنا مقصود نہیں تھا تو آپ نے **آخرة** کے معنی پیچھے آنے والی گھڑی یعنی قیامت کئے لیکن جب تحریف کی گئی تو **آخرة** کے معنی پیچھے آنے والی وحی

نہ ہوگا۔ یا فرمایا۔ **بل ادارك علمهم فى الاخرة** بعد الموت زندگی کے بارے میں ان کا علم کامل ہوگا ایسے متعدد مقامات پر لفظ **آخرة** ان معنوں میں استعمال ہے۔ پس اگر قرآن شریف میں اس لفظ کی کثرت کو دیکھا جائے تو اس جملہ کے یہ معنی ہیں کہ یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہیں۔ (مگر بالعموم ایسے موقعہ پر خالی **آخرة** کی جگہ **یوم الاخرة** کے الفاظ آئے ہیں لیکن اگر مضمون اور اس کے مطالب کو دیکھا جائے تو چونکہ اس جگہ پہلے آنحضرت ﷺ کی وحی پر ایمان لانے کا ذکر ہے پھر آپ سے پہلے جو وحی نازل ہوتی رہی اس پر ایمان لانے کا ذکر ہے۔ اس سے نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ **آخرة** سے مراد اس جگہ بعد میں آنے والی وحی ہے۔

تفسیر کبیر جلد اول ص ۴۴ اکالم نمبر ۲

قرآن پاک کی دو آیات کا حوالہ دیتے ہوئے لفظ **آخرة** کے اصلی معنی قیامت تسلیم کرنے کے باوجود مرزا بشیر الدین محمود نے یہ فریب کیا کہ قوسین کے مابین لکھ دیا مگر ایسے موقع پر عموماً خالی آخرۃ کی جگہ یوم الاخرۃ کے الفاظ آئے ہیں حالانکہ انہوں نے لفظ آخرۃ کے معنی کی وضاحت کرتے ہوئے بطور مثال قرآن شریف کی جن دو آئینوں کا حوالہ دیا ہے۔ ان میں بھی قیامت کے معنی ہیں۔ آخرۃ کا لفظ حال استعمال ہوا ہے۔ درحقیقت مرزا بشیر الدین کو اپنے ماننے والے عقل سے عاری لوگوں کو یہ بتلانا مقصود تھا کہ قرآن پاک میں قیامت کے لئے محض آخرۃ کا لفظ نہیں آیا بلکہ "یوم الاخرۃ" کے الفاظ آئے ہیں آخرۃ کا لفظ صرف بعد میں آنے والی وحی کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ قرآن پاک میں اپنے اپنے مقام پر محل و موقعہ کے مطابق قیامت کے لئے آخرۃ اور یوم الاخرۃ کے الفاظ دونوں آئے ہیں البتہ اخرۃ بمعنی بعد میں آنے والی وحی۔ قرآن کریم کیا لغات عربی میں بھی کہیں نہیں آیا۔ تماشہ یہ ہے کہ مرزا بشیر الدین نے اپنے والد کی قرآن پاک میں کی ہوئی معنوی تحریف کی حمایت میں لفظ آخرۃ کا منطقی نتیجہ بعد میں آنے والی وحی بیان کرنے کے باوجود اس آیت کا منطقی ترجمہ کرتے ہوئے نہ صرف یہ کہ لفظ آخرۃ کے معنی وحی نہیں

کیابلکہ سرے سے اس لفظ کا ترجمہ ہی گول کر گئے۔ البتہ قوسین میں آئندہ ہونے والی موعودہ باتیں لکھ دیا۔ پوری آیت کا ترجمہ ان کے الفاظ میں ملاحظہ کیجئے۔

والذین یومنون بما انزل الیک وما انزل من قبلک وبا لاخرۃ ھم یو قنون

اور جو تم پر نازل کیا گیا اور جو تجھ سے پہلے نازل کیا گیا ہے اور (آئندہ ہونے والی موعودہ باتوں) پر (بھی) یقین رکھتے ہیں۔

تفسیر کبیر جلد اول ص ۱۳۵۔۱۳۶

لطیفہ یہ ہوا کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے اپنے ماننے والوں کو دھوکا اس طرح دیا کہ لفظ آخرۃ کا ترجمہ قیامت مان کر خود ساختہ منطقی استدلال سے اس کی مراد بعد میں آنے والی وحی لے لی۔ مگر مرزا بشیر الدین محمود اپنے والد کے اس منطقی استدلال سے مطمئن نظر نہیں آتے کیونکہ انہوں نے لفظ آخرۃ کا منطقی نتیجہ بعد میں آنے والی وحی مراد رکھنے کے باوجود ترجمہ آئندہ ہونے والی موعودہ باتیں کر دیا۔ اب سوال پیدا ہوا کہ یہ آئندہ ہونے والی موعود باتیں کیا بلائیں۔ چونکہ مرزا بشیر الدین محمود صاحب اس دار فانی میں قیام نہیں رکھتے اور اس جگہ جہاں وہ قیام پذیر ہیں وہاں لیجائے جانے سے ہم خدا سے پناہ چاہتے ہیں اس لئے کم از کم قیامت تک یہ سوال تشنہ جواب ہی رہے گا۔

ایک اور اشتراک عمل

یہودیوں اور عیسائیوں میں اپنی مذہبی کتابوں میں تحریف کرنے کا ایک ہی طریق ہے تورات اور انجیل کا کوئی مقام جو ان کے اپنے اختیار کردہ عقیدہ کے خلاف ہو اول تو اس مقام کی عبارت کی تاویل کرتے ہیں اگر تاویل سے ان کے مطلوبہ نتائج برآمد نہ ہوں تو یہ اس جگہ کی عبارت میں ردوبدل کر دیا جاتا ہے تحریف وحذف کی اس یہودی اور عیسائی مشترکہ زنجیر کی تیسری کڑی مرزا صاحب نے بنا کر ان سے الحاق کر لیا ہے یہ یوں ہوا کہ مرزا غلام احمد

صاحب قادیانی نے سورہ آل عمران آیت نمبر ۸۲ کی تاویل کر کے ثابت کرنے کی کوشش کی کہ جناب مسیح علیہ السلام کے دوبارہ آنے کا عقیدہ نہ صرف یہ کہ اسلامؐ سے مذاق ہے بلکہ عیسیٰ علیہ السلام کو سزا بھی ہے۔ استدلال ان کا یہ ہے کہ قرآن پاک کی اس آیت کے مطابق جناب رسالت مآب ﷺ کی بعثت سے پہلے آنے والے تمام انبیاء آپ پر ایمان لا کر آپ ﷺ کے امتی بن چکے ہیں۔ اسلئے اب یہ ممکن نہیں کہ جناب عیسیٰ علیہ السلام انفرادی طور پر دنیا میں آکر حضور اکرم ﷺ پر دوبارہ انعام لائیں۔ پوری بات مرزا صاحب کے قلم کے نشانات کے نتیجہ میں ملاحظ ہو۔

وا ذا خز الله میثا ق النبین لما آتیتکم من کتاب وحکمة ثم جاء کم رسول مصدق لما محکم لتو منن به ولتنصرنهٗ .قال اقرر تم وا خز تمٗ علیٰ ذالکم اصری قالو اقرر نا قال فا شهدو ا نا معکم من المشهدین

اور یاد کرو جب اللہ تعالیٰ نے تمام رسولوں سے عہد لیا تھا کہ جب میں تمہیں کتاب و حکمت دوں گا پھر ہمارے پاس آخری زمانہ میں میرا رسول آئے گا جو تمہاری کتابوں کی تصدیق کرے گا تمہیں اس پر ایمان لانا ہوگا۔ اور اس کی مدد کرنا ہوگی۔ اور کہا گیا تم نے اقرار کر لیا اور اس عہد پر استوار ہو گئے۔ انہوں نے کہا ہم نے اقرار کر لیا۔ تب خدا نے فرمایا اب اپنے اقرار کے گواہ رہو میں بھی تمہارے ساتھ اس بات کا گواہ ہوں۔

حقیقت الوحی ص ۱۳۰، ۱۳۱ روحانی خزائن ص ۱۳۳، ۱۳۴ جلد ۲۲

اپنی ایک اور کتاب میں اس آیت کی تاویل کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

قرآن مجید سے ثابت ہے کہ ہر ایک نبی آنحضرت ﷺ کی امت میں داخل ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **لتو منه به و لتنصر نه** بس اس طرح تمام انبیاء علیہم السلام آنحضرت ﷺ کی امت ہوئے پھر (اب دوبارہ) حضرت عیسیٰ کو امتی بنانے کے کیا معنی ہیں اور کون سی خصوصیت ہے۔ کیا وہ اپنے پہلے ایمان سے برگشتہ ہو گئے تھے جو تمام نبیوں کے

ساتھ لائے تھے نا عوذ باللہ (ان کو) یہ سزا دی گئی ہے کہ زمین پر دوبارہ اتار کر دوبارہ تجدید ایمان کرائی جائے مگر دوسرے نبیوں کیلئے وہ پہلا ایمان کافی رہا ایسی کچھ باتیں اسلام سے تمسخر ہے یا نہیں۔ ضمیمہ براہین احمدیہ جلد ۵ ص ۱۳۳ روحانی خزائن ص ۳۰۰ جلد ۲۱

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے یہ تاویل کر کے اپنے خیال کے مطابق جناب مسیح علیہ السلام کے دوبارہ نہ آنے کا جواز پیدا کیا اور اپنے خیال میں مسئلہ تو حل کر لیا لیکن نا دانستہ طور پر وہ اپنے اس عقیدہ کی تردید کر گئے کہ اب حضور ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا جو آپ کا امتی نہ ہو۔ اب صرف آپ کا امتی ہی نبی آسکتا ہے وہ بھی اس طرح کہ آپ کی کامل تابعداری کر کے آپ کے فیض سے مقام نبوت پر فائز ہو سکتا ہے۔

تاویل کے بعد تحریف

اپنے والد کے بعد مرزا بشیر الدین صاحب کو دقت یہ پیش آئی کہ اگر وہ یہ تسلیم کرتے ہیں کہ تمام انبیاء سابقین حضور اکرم ﷺ پر ایمان لانے کی بنا پر آپ ﷺ کے امتی ہیں۔ تو امتی نبی اور غیر امتی نبی کا امتیاز ختم ہو تا ہے۔ اس صورت میں ماننا یہ پڑتا ہے کہ اب حضور اکرم ﷺ کے بعد کا کوئی امتی نبی نہیں آسکتا۔ اب آپ کا کوئی امتی تب ہی نبی ہو سکتا ہے کہ یہ ثابت ہو کہ آپ سے پہلے انبیاء آپ کے امتی نہ تھے۔ سو مرزا بشیر الدین نے اپنے والد کو امتی نبی بنانے کے لئے قرآن پاک کی اس آیت میں معنوی تحریف کر کے یہ ثابت کیا کہ اللہ تعالیٰ نے عالم ارواح میں حضور اکرم ﷺ پر ایمان لانے کا عہد انبیاء سے نہیں بلکہ اہل کتاب سے نبیوں والا پختہ عہد لیا تھا تفسیر صغیر میں آپ لکھتے ہیں :۔

اذا خذ الله میثاق النبین لما اٰتیتکم من کتب و حکمة ثم جاء کم رسول مصدق لما معکم لتؤ منن به ولتنصرنه قال ء اقرر تم و اخذ تم علی ذلکم اصری قالو اقررنا ط قال فا شهدوا نا معکم من الشهدین ۔

اور اس وقت کو بھی یاد کرو جب اللہ تعالیٰ نے اہل کتاب سے سب نبیوں والا پختہ عہد لیا تھا کہ جو کتاب و حکمت میں تمہیں دوں پھر تمہارے پاس کوئی (ایسا) رسول آئے جو اس کلام کو پورا کرنے والا ہو تو تم ضرور ہی اس پر ایمان لانا اور اس کی مدد کرنا۔ (اور) فرمایا کہ کیا تم اقرار کرتے ہو اور اس پر میری ذمہ داری قبول کرتے ہو۔ انہوں نے کہا تھا ہم اقرار کرتے ہیں فرمایا اب تم گواہ رہو میں بھی تمہارے ساتھ گواہوں میں سے ایک گواہ ہوں۔

ترجمہ آیت ۸۲ سورہ آل عمران تفسیر صغیر ص ۹۰ ایڈیشن ۱۹۷۹ء

عیسائیوں کی تقلید

یہودیوں اور عیسائیوں کے ہاں نظریہ ضرورت کے تحت عقائد میں ترمیم کی جاتی ہے۔ پھر تبدیل شدہ عقیدہ کی روشنی میں کتاب مقدس بائبل کا مطالعہ کیا جاتا ہے اگر بائبل کے کسی مقام کی عبارت ان کے ترمیم شدہ عقیدہ سے مطابقت نہ رکھتی ہو تو اس عبارت کو بدل دیا جاتا ہے اور اس نئی تحریف کو اپنے سادہ لوح اور عقل کے اندھے عوام سے منوانے کیلئے بائبل کے ان مقامات میں کانٹ چھانٹ کی جاتی ہے جو ان کے اس عقیدہ سے غیر متعلق ہوں۔ اور عندیہ دیا جاتا ہے کہ بائبل میں پائی جانے والی ان اغلاط و تحریفات سے ان عقائد میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ اس حقیقت کی وضاحت کرتے ہوئے پادری ولیم میچن صاحب لکھتے ہیں :-

یونانی زبان سنسکرت کی طرح ایسی زبان ہے جن میں الفاظ کے آگے پیچھے لگانے سے مطلب میں کوئی فرق پیدا نہیں ہوتا اور نسخوں کی غلطیوں میں سے بہت سی بہتیری غلطیاں اس قسم کی ہیں کہ ان سے مسیح مسلمات (عقائد) کے کسی مسئلہ میں کوئی شک و شبہ پیدا نہیں ہوتا۔ تفسیر لوقا ص ۲۱

قرآن پاک میں معنی تحریف کرنے میں مرزا بشیر الدین صاحب نے یہی عیسائیوں والا رویہ

اختیار کیا۔آپ نے اپنی اہم ضرورت کے تحت سورہ البقرہ آیت ۳ کے ترجمہ میں حرف عطف ''واؤ'' کو حرف تردید ''یا'' سے بدل دیا۔ لیکن اس تحریف کا جواز بنانے کیلئے قرآن پاک کے اور بہت سے مقامات کی آیات کے بعض حروف کو حذف کر کے لکھ دیا کہ اس اسے آیت کے مطلب میں کوئی فرق نہیں پڑتا بطور نمونہ صرف چند آیات ملاحظہ ہوں۔

۱۔فبشر هم بعذاب اليم ۔	تو اسے دردناک عذاب کی خبر دے۔

۲ ۔ عربی ''فا'' ہے جس کی معنی ''پس'' کے ہیں اردو میں اس کے بغیر فقرہ مکمل ہو جاتا ہے۔ اسلئے ہم نے ''پس'' کا لفظ اڑا دیا۔ تفسیر صغیر ص ۸۱

۲۔فا و الئك عسىٰ الله ان يعفو عنهم	۲ ۔ ان لوگوں کے متعلق خدا کی بخشش
و كان الله عفو ا غفورا	قریب ہے۔ کیونکہ اللہ پہلے ہی بہت
النساء آیت ۱۰۰	معاف کرنے والا ہے۔

حاشیہ ۲ قرآن مجید میں ''فا'' آتا ہے۔ مگر اردو میں اس کے ترجمہ کے بغیر کام چل جاتا ہے۔ اسلئے ہم نے اردو میں اسے حذف کر دیا ہے ایضاً ص ۱۲۵

۳۔ الذين قال لهم الناس ان	یہ (وہ لوگ ہیں جنہیں دشمنوں نے کہا
الناس قد جمعو نكم فاخشو	کہ لوگوں نے تمہارے خلاف (لشکر)
هم فزاده هم ايمانا و قالو	جمع کیا ہے۔ اسلئے تم ان سے ڈرو۔ تو
حسبنا لله و نعم الو كيل	اس بات نے ان کے ایمان کو اور بھی بڑھا دیا
آل عمران آیت ۴۷	اور انہوں نے کہا ہمارے لئے اللہ کی ذات
	کافی ہے اور وہ کیا ہی اچھا کارساز ہے۔

حاشیہ ۱ ۔ عربی ''الناس'' کا لفظ ہے جس کے معنی آدمیوں کے ہیں۔ مگر مراد وہ آدمی ہیں جو مسلمان کے دشمن تھے۔ اسلئے ترجمہ میں دشمن کا لفظ رکھا گیا ہے۔ ایضا ۱۰۳

۴۔ فلما جاء هم ما عرفوا كفروا به فلعنة الله على الكفرين — جب ان کے پاس وہ چیز آگئی جس کو انہوں نے پہچان لیا تو اس کا انکار کر دیا۔ پس ایسے کافروں پر اللہ کی لعنت ہے۔

۲؎ یہاں "فا" کا ترجمہ چھوڑ ا گیا ہے۔ کیونکہ اردو میں ایسے موقعہ پر کوئی لفظ استعمال نہیں ہوتا۔ ایضاً ص ۲۱

۵۔ وان کل لما جمیع لدینا محضرون — اور سب لوگ ہمارے حضور جمع کئے جائیں گے سورہ یٰسین آیت ۳۲

۱؎ قرآن مجید میں سب پر دلالت کیلئے دو لفظ آئے ہیں مگر اردو میں ایک ایک لفظ کافی ہوتا ہے اسلئے ہم نے ایک ترجمہ کر دیا ہے یا چھوڑ دیا ہے۔ ایضاً ص ۹۷۵

مرزا بشیر الدین صاحب نے قرآن پاک کی اور بہت سی آیات کے حروف کا ترجمہ یا تو حذف کر دیا یا چھوڑ دیا ہے۔ ہم نے بطور نمونہ صرف انہی آیات کو پیش کرنے پر قناعت کی ہے۔

ایک قدم اور آگے

آنجہانی مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے اپنی کتاب چشمہ معرفت (جس کا حوالہ ہم شروع میں دے چکے ہیں) یہودیوں کی کتاب اللہ میں تحریف کرنے کا ایک طریق یہ بتلایا ہے۔

"اپنی رائے سے اپنی تفسیر میں بعض آیات کے معنی کرتے ہیں۔ بعض الفاظ کو مقدم اور بعض موخر کر دیتے ہیں"۔

آپ کے صاحبزادے مرزا بشیر الدین محمود صاحب اس میدان میں یہودیوں سے

پیچھے نہیں رہے۔آپ نے بھی اپنی تفسیر میں قرآن پاک کی بعض آیات کے معنی کرتے وقت بعض الفاظ کو آگے اور بعض کو پیچھے کر دیا ہے۔ان کی تفسیر میں یہ جسارت بھی دیکھ لیجئے۔

وما جعله الله الا بشریٰ لکم ولتطمئن قلوبکم به وما النصر الامن عندالله العزیز الحکیم۔ ۱۲۷آئینہ

لیقطع طرنا من الذین کفرو آیا ویکبتهم فینقلبو ا خا ئبین۔

۱۲۸سورہ آل عمران

ترجمہ :۔آیت ۱۲۷اور اللہ نے یہ بات صرف تمہارے لئے خوشخبری کے طور پر اور اس لئے کہ تمہارے دل اس کے ذریعہ سے اطمینان پائیں مقرر کی ہے۔

ترجمہ :۔آیت ۱۲۸(اللہ) کافروں کے ایک حصہ کو کاٹ دے یا انہیں ذلیل کر دے تاکہ وہ ناکام واپس جائیں۔

آیت ۱۲۷ ورنہ مدد تو (صرف) اللہ ہی کی طرف سے (آتی) ہے جو غالب اور حکمت والا ہے۔

حاشیہ ۶ ۔آیت ۱۲۸ کے حصے کا ترجمہ ہے۔جو مضمون کی وضاحت کیلئے پہلے کر دیا گیا ہے۔ تفسیر صغیرہ نی ت۹۶، ۹۷

مضمون کی وضاحت تو اس کے بغیر بھی سمجھ میں آتی ہے۔البتہ آیات کے تراجم کے آگے پیچھے کرنے کے بغیر یہودیوں سے مماثلت، مشابہت اور الحاق نہیں ہوتا۔

قتل انبیاء کا انکار

مرزا غلام احمد قادیانی کی مصنوعی امت کی صداقت ثابت کرنے کیلئے ایک دلیل یہ دی جاتی ہے کہ اگر مرزا صاحب کا دعویٰ نبوت سچا نہ ہوتا تو آپ ۲۳ سال کے اندر اندر ضرور قتل ہو جاتے۔ یہ دلیل خود مرزا صاحب نے۔۔۔۔۔ اپنی کتاب اربعین میں قرآن پاک کی ایک آیت جو حضور اکرم ﷺ کی صداقت کے ثبوت میں نازل ہوئی تھی کو بنیاد بنا کر خود اپنے لئے زمین ہموار کی ہے اور عندیہ یہ دیا ہے کہ قرآن پاک اور بائبل میں جھوٹے نبی کی نشانی اسکا قتل ہونا بتائی گئی ہے۔

علماء اسلام نے مرزا غلام احمد صاحب کی یہ دلیل یہ کہہ کر رد کر دی کہ انجیل اور قرآن پاک دونوں میں اللہ کے سچے نبیوں کا قتل ہو جانا بیان کیا ہے۔ اس لئے کسی مدعی نبوت کا قتل ہونا یا نہ ہونا اس کے سچے یا جھوٹے ہونے کا معیار قرار نہیں دیا جا سکتا۔ یہ ایسی وزنی بات ہے کہ مرزا غلام احمد صاحب اور ان کے ماننے والے اس کے جواب سے عاجز آ گئے۔ مرزا بشیر الدین محمود نے قرآن پاک کی ان آیات میں معنوی تحریف کر کے اللہ تعالیٰ کے سچے نبیوں کے قتل کئے جانے کا انکار کر دیا۔ جن آیات میں اللہ تعالیٰ نے یہودیوں کے ہاتھوں انبیاء علیہم السلام کے قتل ہونے کی خبر دی اور مرزا بشیر الدین نے ان میں معنوی تحریف کی وہ یہ ہیں۔

۱۔ ویقتلون النبین بغیر الحق۔ — اور نبیوں کو ناحق قتل کرنا چاہتے تھے۔

سورہ بقرہ آیت ۶۲

۲۔ یقتلون الانبیاء بغیر حق۔ — اور بلاوجہ نبیوں کو قتل کرنا چاہتے تھے۔

سورہ آل عمران آیت ۱۱۳

۳۔ وقتلھم الا نبیاء بغیر حق۔ — اور ان کے نبیوں کو قتل کرنے کی بلاوجہ کوشش کے سبب سے

سورہ النساء آیت ۱۵۶ تفسیر صغیر ص ۱۶، ۹۴، ۱۳۵

اس معنوی تحریف میں مرزا بشیر الدین صاحب کا استدلال یہ ہے کہ چونکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مبعوث ہونے والے سچے انبیاء میں سے کوئی نبی قتل نہیں ہوا اسلئے مرزا غلام احمد قادیانی کا دعویٰ نبوت کرنے کے باوجود قتل نہ ہونا ان کے سچا ہونے کی دلیل ہے۔

سوال یہ ہے کہ کلام الٰہی میں تحریف کرنا اور پھر قتل نہ ہونا یہ کس کی دلیل ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ قرآن پاک نے جن یہودیوں کے کتاب اللہ میں تحریف کرنے کا راز فاش کیا اس مذموم حرکت کی پاداش میں ان کا قتل ہونا بیان نہیں کیا مرزا غلام احمد قادیانی اور مرزا بشیر الدین صاحب دونوں نے قرآن پاک میں معنوی تحریف کی اور قتل نہیں ہوئے۔ کیا یہ ان کے سچے اور پکے یہودی ہونے کی دلیل نہیں ہے؟ کیا اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں اللہ کے کلام میں تحریف کرنے والوں کے بارے میں یہ نہیں کہا؟

ضربت علیهم الذلة والمسكنة رباء وبغضب من الله

ذلت وخواری اور پستی وبدحالی ان پر مسلط ہوگئی ہے اور اللہ کے غضب میں گھر گئے ہیں۔

علامت ایمان کا انکار

مرزا بشیر الدین صاحب کو ایک مسئلہ درپیش ہوا کہ آیت **والذین یومنون بما انزل الیك وما انزل من قبلك وبالاخرة هم یوقنون**۔ میں تین حروف "واؤ" ہیں عربی زبان میں "واؤ" حرف عطف جمع مطلق کے لئے آتا ہے۔ جو دو باتوں کو آپس میں ملاتا ہے اس آیت میں ایک "واؤ" نے حضور اکرم ﷺ کی وحی پر ایمان لانے کے ساتھ آپ سے پہلے انبیاء پر نازل ہونے والی وحی کو بھی لازم قرار دیا ہے۔ دوسرے "واؤ" نے انبیاء سابقین کی وحی اور حضور اکرم ﷺ کی وحی کے ساتھ آخرت یعنی قیامت پر بھی ایمان لانے کو لازم ٹھہرایا۔ اس طرح تکمیل ایمان کی شرائط سے انبیاء سابقین حضور اکرم ﷺ اور آپ کے بعد قیامت پر ایمان لانا ضروری قرار پایا۔ ان میں سے کسی ایک کا انکار تینوں شرائط ایمان سے انکار ہے۔ اور

اس کا نام کفر ہے۔

پس ایک مسلمان کے لئے حضور اکرم ﷺ کی وحی پر اور آپ ﷺ سے پہلے انبیاء کی وحی پر اور آپ ﷺ کے بعد کسی وحی پر نہیں بلکہ قیامت پر ایمان لانا ضروری ہے۔لہذا اس مقام پر قرآن پاک کی اس آیت میں پائے جانے والے لفظ آخرۃ کا ترجمہ وحی یا موعود باتیں کرنے سے انکار قیامت لازم آتا ہے۔ جو سراسر کفر ہے۔دوم یہ کہ چونکہ اس آیت میں آخرۃ سے پہلے دو وحیوں پر ایمان لانے کا ذکر ہے اسلئے سیاق کلام کے اعتبار سے بھی لفظ آخرۃ کا ترجمہ وحی یا موعود باتیں نہیں کیا جا سکتا۔

لیکن صاحب داد دیجئے ہٹ دھرمی اور ضد کی کہ مرزا بشیر الدین محمود صاحب نے اس آیت میں معنوی تحریف کرتے ہوئے انبیاء سابقین کی وحی اور حضور اکرم ﷺ کی وحی کے مابین پائے جانے والے حرف عطف "واؤ" کے اردو ترجمہ "اور" کو اردو کے حرف تردید "یا" سے بدل دیا تاکہ یہ کہا جاسکے کہ چونکہ اس آیت میں آخرۃ سے پہلے دو وحیوں کا ذکر ہے جن پر ایمان لانا لازمی نہیں بلکہ اختیاری ہے۔اسلئے یہاں آخرۃ سے مراد بعد میں آنے والی وحی ہے جس پر ایمان لانا ضروری اور لازمی ہے جسارت ملاحظہ ہو!

والذین یومنون بما انزل الیک وما انزل من قبلک وباالاخرۃ ھم یوقنون

اور جو تجھ پر نازل کیا گیا ہے۔یا جو تجھ سے پہلے نازل کیا گیا تھا اس پر ایمان لاتے ہیں اور آئندہ ہونے والی "موعود باتوں" پر بھی یقین رکھتے ہیں۔

اس آیت میں "واؤ" جس کے معنی "اور" کے ہیں لیکن ہم نے "اور" کی بجائے "یا" استعمال کیا ہے تاکہ مفہوم آسانی سے سمجھ میں آسکے۔

تفسیر صغیر ص ۵ مرزا بشیر الدین صاحب

اسلامی تعلیمات کے مطابق اللہ تعالیٰ کی طرف سے مبعوث ہونے والے انبیاء پر مجموعی طور پر ایمان لانا لازمی ہے۔ اختیاری نہیں۔ انبیاء میں سے کسی ایک کا انکار سب انبیاء کا انکار ہے۔ اگر مرزا بشیر الدین صاحب کی بات مانی جائے تو مطلب ہو گا کہ کوئی کافر ہوتا ہے تو ہوا کرے۔ مگر مرزا صاحب کو تو نبی مانے! لطیفہ یاد آیا پولوس کو لوگوں نے کہا تمہارا دعویٰ تو رسالت کا ہے۔ لیکن باتیں بے وقوفی والی کرتے ہو پولوس نے جواب دیا۔

میں پھر کہتا ہوں کہ مجھے کوئی بے وقوف نہ سمجھے ورنہ بے وقوف ہی سمجھ کر قبول کرو تاکہ میں بھی تھوڑا سا فخر کروں۔

۲۔کر منتھیوں ۱۱۔۱۶۔۱۷ء

ادارہ مرکزیہ دعوت وارشاد
چنیوٹ پاکستان

کے لٹریچر کا مطالعہ کرنا ہر
مسلمان کا فرض اولین ہے!

عیسائیت کی حمایت تاویل پھر تحریف

آنجہانی مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی کتابوں کا مطالعہ ثابت کرتا ہے کہ ان کا دعویٰ نبوت عیسائیت سے مشروط تھا۔ ہم دیکھتے ہیں کہ مرزا صاحب قرآن پاک کی ہر اس آیت کی تاویل کر کے اس کے مفہوم کو عیسائیوں کے عقیدہ کے مطابق بنانے کی کوشش کرتے ہیں جس آیت میں عیسائیوں کے خود ساختہ عقیدہ کا ابطال موجود ہے یا جس آیت سے جناب مسیح موعود علیہ السلام اور دیگر انبیاء سابقین کی طرف منسوب بائبل کے کسی بیان کی تردید ہوتی ہے۔ اپنی اس روش کے مطابق مرزا غلام احمد صاحب نے سب سے زیادہ زور قرآن پاک کی ان آیات کی تاویل کرنے پر دیا جو جناب مسیح علیہ السلام کی موت کی نفی اور آپ کی حیات کے اثبات میں نازل ہوئی ہیں۔

دراصل موجودہ عیسائیت کی بنیاد ہی جناب مسیح علیہ السلام کی موت پر رکھی گئی ہے جیسا کہ ان کا رسول پولوس عہد جدید میں لکھتا ہے۔

مسیح کتاب مقدس کے مطابق ہمارے گناہوں کیلئے مرا اور دفن ہوا۔ تیسرے دن مردوں میں سے جی اٹھا۔

ا۔کرنتھیوں ۱۵۔۳

اب اگر عیسائی اسلامی عقیدہ کے مطابق مانتے ہیں کہ جناب مسیح موعود فوت نہیں ہوئے بلکہ لجسد عنصری زندہ آسمان پر اٹھا لئے گئے ہیں تو اس سے ان کا یہ عقیدہ باطل ٹھہرتا ہے کہ جناب مسیح نے ان گناہوں کے بدلے بطور کفارہ اپنی جان دے دی۔

اور اسی طرح اگر وہ یہ تسلیم کرتے ہیں کہ مسیح علیہ السلام آسمان سے دوبارہ زمین پر واپس آئیں گے تو اس کے کچھ عرصہ بعد آپ وفات پائیں گے تو اس کی زد ان کے عقیدۂ آسمان کی بادشاہی پر پڑتی ہے۔ وہ انتظار میں ہیں کہ مسیح علیہ السلام آسمان سے خدا کی حیثیت میں نازل

ہوں گے۔ اور زمین پر ہمیشہ ہمیشہ کیلئے حکومت کریں گے۔ دنیا میں قرآن پاک ہی وہ واحد کتاب ہے کہ جس نے عیسائیوں کے وفات مسیح کے دعویٰ کو چیلنج کیا ہے۔ اور یہ کہ آسمان سے نازل ہونے کے بعد ان کی زندگی ابدی نہیں ہوگی۔ بلکہ وہ وفات پائیں گے۔ سو پادری صاحبان قرآن کریم کی زد سے اپنے عقیدہ کو بچانے کیلئے قرآن پاک کی آیات کے منشاء و مقصود کو ان کے اصول و قوائد اور مضمون کے سیاق و سباق کو نظر انداز کرتے ہوئے قرآن پاک سے وفات مسیح ثابت کرنے کی ناکام کوشش کرتے ہیں۔ تاکہ وہ باور کرا سکیں کہ آسمان پر اٹھائے جانے سے پہلے جناب مسیح علیہ السلام کی وفات ہو چکی ہے۔ اور آسمان سے دوبارہ نازل ہونے کے بعد انکی وفات نہیں ہوگی۔ وہ ابدی زندگی کے حامل ہوں گے۔

چنانچہ ایک عیسائی مناد لکھتا ہے!

تمام راسخ الاعقاد مسلمان از روئے قرآن مجید و احادیث متفق ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بجسد عنصری زندہ آسمان پر اٹھائے گئے تھے۔ اور آسمان پر زندہ موجود ہیں اور پھر آسمان سے نازل ہوں گے۔

لیکن اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ از روئے قرآن مجید عیسیٰ المسیح کی موت آسمان پر زندہ اٹھائے جانے سے پہلے واقعہ ہوئی یا ان کے دوبارہ آسمان سے نازل ہونے کے بعد ہوگی۔

قرآن مجید میں سورہ آل عمران آیت ۵۵ میں متو فیك یعنی وفات مسیح کا حکم پہلے ہے اور رافعك یعنی زندہ بجسد عنصری اٹھائے جانے کا بعد از وفات ہے۔ پس صاف ظاہر ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کی وفات یعنی موت پہلے واقع ہوئی اور بعد از موت بجسد عنصری زندہ ہوئے اور آسمان پر اٹھائے گئے۔

فلسفہ وحدت الوجود ص ۷۷

قرآن مجید سے وفات مسیح علیہ السلام ثابت کرنے کا یہ وہی انداز ہے جو مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے عیسائیوں سے لیا ہے اور اس کو اپنا کر عیسائیوں کی اس بات کی تائید کی

کہ ازروئے قرآن مجید جناب مسیح علیہ السلام کی وفات ہوئی اور بعد از وفات وہ اٹھائے گئے۔ آپ لکھتے ہیں۔

کچھ شک نہیں کہ مسیح اس کی طرف اٹھایا گیا سو وہ ضرور مر گیا۔ خدا تعالیٰ نے اپنی پاک کلام میں اس کو انی متوفیك و رافعك الی سے پکارا ہے سو لفظ متوفی میں عام معنوں سے تمام قرآن مجید اور حدیثوں میں مستعمل ہے وہ یہی ہے کہ روح کو قبض کرنا اور جسم کو معطل چھوڑ دینا۔ یہ بڑی تعصب کی بات ہے کہ تمام جہاں کیلئے تو توفی کے یہی معنی روح قبض کرنے کے ہوں لیکن مسیح ابن مریم کے لئے جسم قبض کرنے کے معنی لئے جائیں۔ کیا ہم خاص عیسیٰ کیلئے کوئی نئی لغت بنا سکتے ہیں۔

(ازالہ اوہام ص ۴۴۷ روحانی خزائن ص ۵۰۱ جلد ۳)

بات یہاں ختم نہیں ہو جاتی یہودی اور عیسائی قومیں جناب مسیح علیہ السلام کی وفات کے جو اسباب بتاتے ہیں قرآن پاک میں ان کی بھی تردید فرما دی کہ ایسا سرے سے ہوا ہی نہیں جبکہ اناجیل اربعہ میں جناب مسیح علیہ السلام کی طرف منسوب کہانی بڑے دردناک اور توہین آمیز پیرا میں لکھی ہوئی ہے۔ کہ کس طرح وہ صلیب کے ذریعے سے موت کے گھاٹ اتارے گئے۔ اناجیل اربعہ کے اس مشترکہ کہانی کی تردید قرآن پاک نے یہ کہہ کر دی ہے۔

وما قتلوه وما صلبوه ولكن مشبه لهم وان الذين اختلفو فيه لفی شك منه مالهم به من علم الاتباع الظن وما قتلوه يقيناً بل رفعه الله اليه

نہ انہوں نے اس کو قتل کیا اور نہ صلیب پر چڑھایا بلکہ معاملہ ان کے لئے مشتبہ کر دیا گیا۔ اور جن لوگوں نے اس بارے میں اختلاف کیا ہے وہ بھی شک میں ہی مبتلا ہیں۔ ان کے پاس اس معاملہ میں کوئی علم نہیں محض گمان ہی کی پیروی ہے۔ یقیناً انہوں نے مسیح کو قتل نہیں کیا بلکہ اللہ نے اسے اپنی طرف اٹھالیا۔

النساء ۱۵۷

یہ ایسی بات ہے کہ جس کی عیسائی کوئی تاویل یا توجیہہ نہیں کر سکتے۔ اس بارے میں پریشان ہیں کہ قرآن پاک کی اس آیت کا حل کیا ہو۔ اپنی اس پریشانی کا اظہار کرتے ہوئے عیسائی مناد لکھتا ہے :۔

قرآن مجید میں سورہ آل عمران ۵۵ آیت میں توفیک یعنی وفات عیسیٰ کا حکم پہلے ہے اور رافعک یعنی بجسد عنصری رفع آسمانی کا حکم بعد از وفات ہے۔ پس صاف ظاہر ہے کہ وعیسیٰ علیہ السلام کی وفات یعنی موت پہلے واقع ہوئی ہے۔ اور وہ بعد از موت زندہ ہوئے اور آسمان پر اٹھا لئے گئے اور وہ آسمان پر زندہ ہیں اور پھر اسی جسم میں آسمان پر سے نازل ہوں گے۔

لیکن سوال تو یہ ہے کہ سورہ آل عمران ۵۵ آیت یعنی انی متوفیك اور سورہ نساء ۵۶ آیت وما قتلوہ وما صلبوہ کا اختلاف کس طرح دور کیا جائے۔

فلسفہ وحدۃ الوجود ص ۷۷

مناد صاحب کی مذکورہ بالا عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ ان کی پوری کوشش کے باوجود سورہ نساء کی آیت وما قتلوہ وما صلبوہ کو قرآن پاک سے ان کو وفات مسیح ثابت کرنے نہیں دیتی۔ عیسائیوں کی پریشانی کا ان کے پاس کوئی حل نہیں ہے۔ البتہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے عیسائیوں کی اس پریشانی کو دور کرنے کیلئے قرآن مجید کی اس آیت کی تاویل یہ کی ہے کہ جناب عیسیٰ علیہ السلام عیسائیوں کے عقیدہ کے مطابق صلیب پر چڑھائے ضرور گئے تھے البتہ وہ صلیب پر فوت نہیں ہوئے تھے۔ مرزا صاحب نے یہ بیان کر کے عیسائیوں کو ایسی تاویل فراہم کر دی جس کے سہارے انہیں ان کو صدیوں کے اضطراب سے سکون نصیب ہو گیا۔ اپنی تاویل کی وضاحت کرتے ہوئے آپ لکھتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے۔

وما قتلوہ وما صلبوہ ولکن شبہ لھم الا یہ وما قتلوہ۔

یقیناً الا یہ یعنی یہودیوں نے درحقیقت حضرت مسیح کو قتل کیا اور نہ بذریعہ صلیب

ہلاک کیا۔ بلکہ انکو محض ایک شبہ پیدا ہوا کہ گویا حضرت مسیح علیہ السلام صلیب پر فوت ہو گئے ہیں۔ ان کے پاس وہ دلائل نہیں جن کی وجہ سے ان کے دل مطمئن ہو سکیں کہ یقیناً حضرت مسیح علیہ السلام کی صلیب پر جان نکل گئی تھی۔ ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد فرمایا ہے کہ اگرچہ یہ سچ ہے کہ بظاہر مسیح کو صلیب پر کھینچا گیا اور اس کے مارنے کا ارادہ کیا گیا مگر یہ ایک دھوکہ ہے یہودیوں اور عیسائیوں نے ایسا خیال کیا کہ دراصل مسیح علیہ السلام کی جان صلیب پر نکل گئی تھی۔ مسیح ہندوستان میں ص ۵۱۔ ۵۲ روحانی خزائن ص ۵۱۔ جلد ۱۵

قرآن مجید کے حوالے سے جناب مسیح علیہ السلام کو صلیب پر کھینچا ہوا مان لینا عیسائیوں کی اتنی بڑی حمایت ہے جس کا وہ تصور تک نہیں کر سکتے تھے۔ اسلام کی چودہ سو سالہ تاریخ میں پہلی بار انہوں نے قرآن مجید کے حوالے سے سنا ہے کہ حضرت مسیح کو مصلوب کرنے میں وہ واقعی کامیاب رہے ہیں۔ مرزا صاحب کا مسیح علیہ السلام کی مصلوبیت کا اقرار ایسا اقرار ہے جس کی بنیاد قرآن پاک کا متن نہیں بلکہ ان کی وہ تاویل ہے جو ایک شخص کی ذاتی رائے قرار دی جا سکتی ہے۔ اور ذاتی رائے بھی وہ جسکی تائید اصل الفاظ نہیں کرتے سو اس تشنگی کو مرزا بشیر الدین محمود صاحب نے اسی طرح سراب بنایا کہ قرآن پاک میں باقاعدہ معنوی تحریف کر کے مسیح علیہ السلام کو صلیب پر لٹکا دیا۔ اور یوں انہوں نے اپنے والد کے عیسائی عقیدہ کی حمایت کی اور عیسائیوں کے پرانے جلے درخت کو نئے سرے سے بار آور بنا دیا۔

مرزا بشیر الدین صاحب کی تفسیر صغیر کا یہ مقام ملاحظہ ہو۔

وما قتلوہ وما صلبوہ ولکن شبہ لھم وان الذین اختلفوا فیہ لفی شك منہ مالھم بہ من علم الا اتباع الظن وما قتلوہ یقیناً بل رفعہ اللہ الیہ وکان اللہ عزیزاً حکیماً حالانکہ نہ انہوں نے اسے قتل کیا اور نہ انہوں نے اسے صلیب پر لٹکا کر مارا بلکہ وہ ان کے لئے مصلوب کے مشابہ بنا دیا گیا۔ اور جن لوگوں نے اس (یعنی مسیح کے زندہ اتارے

جانے) میں اختلاف کیاوہ یقیناً اس (کے زندہ اتارے جانے کی وجہ) سے شک (میں پڑے ہوئے) ہیں۔ انہیں اس کے متعلق کوئی بھی یقینی علم نہیں ہے۔ ہاں (صرف ایک) وہم کی پیروی کررہے ہیں۔ اور انہوں نے اس واقعہ کی اصلیت کو پوری طرح نہیں سمجھا۔

(اور جو سمجھا ہے غلط سمجھا ہے) واقعہ یہ ہے کہ اللہ نے اسے اپنے حضور میں عزت ورفعت دی (اور وہ صلیب پر نہیں گیا تھا) کیونکہ اللہ غالب (اور حکمت والا ہے)۔

اے تورات میں ہے کہ جو صلیب پر مرے یعنی کاٹھ پر چڑھایا جائے وہ لعنتی ہوتا ہے۔

استثنا ۲۱۔ ۲۳ تفسیر صغیر ص ۱۳۵، ۱۳۶

مرزابشیر الدین صاحب نے حاشیہ میں غلط اور جھوٹ لکھا ہے کہ تورات میں ہے کہ جو صلیب پر مرے وہ لعنتی ہے۔ یہودیوں اور عیسائیوں کی کسی کتاب میں یہ نہیں لکھا کہ جو زندہ شخص صلیب پر مرجائے وہ لعنتی ہے۔ بلکہ تورات کی پانچویں کتاب استثنا جس کا حوالہ مرزابشیر الدین نے دیا ہے لکھا ہے۔

اگر کوئی شخص گناہ کرے جس سے اس کا قتل واجب ہو تو اسے مارکر اس کی لاش درخت سے ٹانگ دے تو اس کی لاش رات بھر درخت پر لٹکی رہے کیوں کہ جسے پھانسی ملتی ہے وہ خدا کی طرف سے ملعون ہے۔

استثنا ۲۱:۲۳۔ ۲۳

ے آیت کا اصل ترجمہ یہ ہے۔

اور نہیں مارا اس کو نہ سولی دی اس کو اور لیکن شبہ ڈالا گیا واسطے ان کے اور تحقیق جو لوگ کہ اختلاف کیا انہوں نے بیچ اس کے البتہ بیچ شک کے ہیں۔ اس سے نہیں واسطے ان کے ساتھ اس کے کچھ علم مگر پیروی کرنا گمان کا اور نہ مارا اس کو بہ یقین بلکہ اٹھالیا اس کو اللہ نے اس کو اپنی طرف اور ہے اللہ غالب حکمت والا

(شاہ رفیع الدین)

یہودیوں اور عیسائیوں کا یہ عقیدہ نہیں۔ کہ جو صلیب پر مارا جائے وہ لعنتی ہے۔ بلکہ یہ ہے کہ جو صلیب پر چڑھایا جائے وہ لعنتی ہے۔ عیسائی جناب مسیح علیہ السلام کو صرف صلیب پر چڑھائے جانے کی بنا پر لعنتی مانتے ہیں جیسا کہ ان کا ایک رسول عہد جدید میں لکھتا ہے۔

مسیح جو ہمارے لئے لعنتی بنا اس نے ہمیں مول لے کر شریعت کی لعنت سے چھڑایا کیونکہ لکھا ہے کہ جو کوئی لکڑی (صلیب) پر لٹکایا گیا وہ لعنتی ہے۔ گلیتوں ۳ : ۱۳

اصل حقیقت یہ ہے کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے قرآن کریم کے ارشاد کے خلاف عیسائیوں کے عقیدہ کے مطابق جناب مسیح علیہ السلام کا زندہ صلیب پر چڑھایا جانا مان کر آپ کو لعنتی مان لیا ہے اور اپنے پیروکاروں سے بھی مسیح علیہ السلام کو لعنتی منوانے کے لئے یہ بات بنائی ہے کہ چونکہ یہودیوں اور عیسائیوں کا عقیدہ یہ تھا کہ جو صلیب پر مارا جائے وہ لعنتی ہے ۔ سو یہودیوں نے آپ کو لعنتی ثابت کے لئے صلیب پر چڑھا دیا۔ لیکن خدا تعالیٰ نے آپ کو لعنتی بننے سے بچانے کیلئے صلیب پر مرنے نہیں دیا۔ بلکہ بے ہوشی کی حالت میں صلیب سے زندہ اتروا لیا۔ یہ مضمون مرزا صاحب نے مختلف طریق تحریر سے اپنی متعدد کتابوں میں سینکڑوں صفحات پر مشتمل الجھی ہوئی عبارت میں پھیلا دیا۔ اور اصل بات (مسیح علیہ السلام کے لعنتی ماننے) کو ایک بھید بنا کر عندیہ یہ دیا کہ مسیح علیہ السلام کی موت کا اقرار کرنے سے عیسائیت کی کمر ٹوٹ جائے گی۔ آج بھی ان کے پیروکار واویلا مچاتے نہیں تھکتے کہ مسیح کی موت کے اقرار کے ذریعہ عیسائیت کا مقابلہ ہم نے کیا ہے۔ اور کر رہے ہیں اور یہ کہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب نے حضور ﷺ کی پیش گوئی کے مطابق کمر صلیب کر (توڑ) دی ہے لیکن عیسائیت کی کونسلوں کے بشارتی بورڈوں (تبلیغی انجمن) کی رپورٹ یہ ہے کہ مرزا غلام احمد صاحب نے مسیح علیہ السلام کی موت کا اقرار کر کے عیسائیت کی تائید و ترقی اور کامیابی بخشی اور ان کے عقیدہ کو ایسا روشن کر دیا ہے کہ انہیں اس تاویل کے سہارے اپنی کامیابی کا گمان تک نہ تھا۔ چنانچہ ۱۹۵۵ء میں پاکستان کرسچن کونسل کے بشارتی بورڈ نے اپنی

رپورٹ میں لکھا :۔

بیشک صلیب کا پیغام اہل اسلام کے نزدیک ٹھوکر کا باعث ہے۔ لیکن فی الحقیقت ہماری فتح عظیم صلیب کے پیغام میں ہے۔ احمدی لوگ دعویٰ کرتے ہیں کہ احمدیت کے بانی نے صلیب کو توڑ دیا ہے۔ حالانکہ فی الحقیقت صلیب کی تجلیات نے احمدیت کے بانی کے وسیلہ سے جمیع اہل سنۃ والجماعۃ خلفاء سلف کے چودہ سو سال کے اس ابتدائی اسلامی عقیدہ کو یسوع مسیح صلیب پر نہیں چڑھائے گئے تھے۔ بلکہ بجسد عنصری زندہ آسمان پر اٹھائے گئے تھے اور وہ اب تک زندہ آسمان پر موجود ہیں۔ اور وہ دوبارہ اس دنیا میں آنے والے ہیں۔ ایسا پاش پاش کر کے رکھ دیا کہ نادم ہونے کی بجائے فخر کرتے ہیں انہوں نے صلیب کی بجائے اپنے ہی اسلامی عقیدہ تو توڑ ڈالا ہے اہل اسلام آج تک یہ مسئلہ حل کرنے میں کامیاب نہیں ہوئے۔

رپورٹ مسیحی بشارتی بورڈ ص ۱۰۰۔ ۱۹۵۵ء

اک نشان کافی ہے اگر ہو دل میں خوف کردگار

ارشاد پرنٹنگ پریس اینڈ جے ایس کمپیوٹر کمپوزنگ سنٹر
اندرون جامعہ عربیہ چنیوٹ
فون نمبر 332820 - 0466-333732PP موبائل 0320-4890351

ایڈیشن در ایڈیشن تحریف

گذشتہ دو سو سال سے عیسائی اپنی مذہبی دستاویز کتاب مقدس (بائبل) میں سائنسی بنیادوں پر تحریف کرتے چلے آرہے ہیں۔ اس کو انہوں نے اصلاح کا نام دے رکھا ہے باقاعدہ پادریوں کی ایک جماعت بائبل کے مضامین کا جائزہ لیتی ہے۔ اور ان میں زمانہ کے لحاظ سے ردوبدل اور تحریف وحذف کرتی ہے۔ اس اجتماعی تحریف کو انگریزی زبان میں ورژن (version) کہتے ہیں۔ اب حال یہ ہے کہ عیسائیت کے تمام فرقوں کی بائبل کے ہر ایڈیشن پر ریوائزڈ ورژن (revised version) نظر ثانی شدہ متن لکھا جاتا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہر ایڈیشن میں تحریف کرنا ان کا معمول بن چکا ہے۔

۱۹۵۶ء میں انسائیکلو پیڈیا کولئرس نے لکھا تھا کہ (۱۹۴۸ء سے اب تک) صرف انگریزی زبان کی بائبل کے پچاس ایڈیشنوں میں تحریف ہوئی ہے اور عہد جدید کے ساتھ تو ایک سو دس بار ایسا ہوا ہے۔ بحوالہ پاکستان میں مسیحت ص ۱۱۰

بائبل کی تاریخ تحریف اس وقت پیش نظر نہیں۔ بلکہ بتایا یہ ہے کہ یہودی اور عیسائی ایڈیشن در ایڈیشن اپنی مذہبی کتاب میں تحریف کرنے میں اکیلے نہیں بلکہ مرزا بشیر الدین صاحب بھی ان کے ہم رکاب ہیں۔ مرزا بشیر الدین صاحب نے بھی اپنی تفسیر صغیر کے مختلف ایڈیشنوں میں تحریف در تحریف کر کے محرفین کتاب اللہ کی اسمبلی کی ایک نشست جیت لی ہے۔ ہم بطور ثبوت تفسیر صغیر ایڈیشن سوم اور ایڈیشن دس میں موازنہ سے ان کی قرآن پاک میں معنوی تحریف ایڈیشن در ایڈیشن کی تبدیل و ترمیم کی مثال پیش کرتے ہیں۔ صرف چند آیات کی تحریف پیش کریں گے۔ تفسیر صغیر کے ان تحریف در تحریف ایڈیشنوں کا موازنہ کرنے کا طریق ہم نے یہ اختیار کیا ہے کہ درمیان میں قرآن پاک کی آیت اور اس کے دائیں وبائیں تحریف شدہ ایڈیشنوں کے تراجم دیئے ہین تاکہ قارئین کو غور

کرنے میں آسانی ہو۔

آیت ۱ ؎

واذ قتلتم نفساً فا در ءتم فیها والیه نحرج ما کنتم تکتمون

آل عمران

ترجمہ: تفسیر صغیر ایڈیشن ۱۹۵۸ء ص ۲۰

اور اس وقت کو بھی یاد کرو جب تم نے ایک شخص کو قتل کیا۔ پھر تم میں سے ہر ایک نے اپنے سر سے الزام دور کرنیکی کوشش کی حالانکہ جو کچھ تم چھپاتے تھے اللہ اسے ظاہر کرنے والا ہے۔

ترجمہ تفسیر ایڈیشن ۱۹۷۹ء ص ۱۸

اور اس وقت کو بھی یاد کرو جب تم نے ایک شخص کو قتل (کرنے کا دعویٰ کیا) پھر تم نے اسکے بارے میں اختلاف کیا۔ حالانکہ جو (کچھ) تم چھپاتے تھے اللہ اسے ظاہر کرنے والا ہے۔

آیت ۲ ؎

عفاالله عنك لم ازنت لهم حتى يتبين لك الزين صد قو و تعلم الكذبين

سورۃ توبہ آیت ۴۴

اللہ تعالیٰ تمہاری غلطی کے بد اثر کو مٹا دے آخر تم نے کیون (اجازت) مانگنے والوں کو پیچھے رہنے کی اجازت دی تھی (تم ان کے جانے پر اصرار کرتے) یہاں تک کہ سچ بولنے والے سمجھ پر ظاہر ہو جاتے اور جھوٹوں کو بھی جان لیتا۔

صفحات ۳۸۷، ۳۸۸

اللہ نے تیری غلطی بد اثرات کو مٹا دیا اور اور تجھے عزت دی۔ آخر تم نے کیوں (ان اجازت مانگنے والوں کو پیچھے رہنے کی اجازت دی تھی۔ تم ان کے جانے پر اصرار کرتے) یہاں تک سچ بولنے والے تجھ پر ظاہر ہو جاتے اور تو جھوٹوں کو بھی جان لیتا۔

صفحہ ۲۳۹

آیت ۳ ؎

و ا لقو ا الی اللہ یو مئذ السلم و ضل عنهم ما کانو ا یفترو ن

سورہ نحل آیت ۸۸

ترجمہ تفسیر صغیر ایڈیشن ۱۹۵۸ء
اور (اس حالت کو دیکھ کر) وہ ظالم جلد
اللہ تعالیٰ سے (اپنی) اطاعت کا اظہار
کریں گے۔ اور اس دن وہ (سب کچھ
ان کے ذہنوں سے) غائب ہو جائے
گا جسے وہ اپنے پاس سے گھڑا کرتے تھے

صفحہ ۵۴۹

اور اس دن وہ (ظالم جلدی سے) اللہ کے
حضور (اپنی) اطاعت کا اظہار کریں گے۔
اور وہ (سب کچھ) جسے وہ اپنے پاس سے گھڑا
کرتے تھے۔ ان کے ذہنوں) سے غائب
ہو جائے گا۔

صفحہ ۳۴۲

آیت ۴ ؎

و لا جآ ء عیسیٰ بالبینت قال قد جئتکم با لحکمة و لا بین لکم بعض الذی
تختلفو ن فیه فا تقو اللہ و اطیعو ن ۔

سورہ زخرف آیت ۶۴

اور جب عیسیٰ (البعثت ثانیہ میں) آئے
گا تو اس نے کہا (یعنی وہ کہے گا) میں تمہارے
پاس حکمت کی باتوں کیساتھ آیا ہوں اور اس
لئے آیا ہوں کہ تمہیں بعض باتیں سمجھاؤں
جن میں تم اختلاف کرتے ہو۔ اللہ تعالیٰ
کا تقویٰ اختیار کرو اور میری اطاعت کرو۔

صفحہ ۱۰۴۱

اور جب عیسیٰ (بعثت ثانیہ میں) نشانات
کے ساتھ آئے گا وہ کہے گا کہ میں تمہارے
پاس حکمت کی باتوں کے ساتھ آیا ہوں اور اس
لئے آیا ہوں تا کہ تم کو بعض وہ باتیں سمجھاؤں
جن میں تم اختلاف کرتے ہو، پس اللہ کا تقوی
اختیار کرو اور میری اطاعت اختیار کرو۔

صفحہ ۶۵۱

تحریف تفسیر در تفسیر

یہ قرآن پاک کے ترجمہ میں ایڈیشن در ایڈیشن تحریف کا ایک نمونہ تھا۔ اب مرزا بشیر الدین محمود صاحب ہی کے ہاتھ سے تفسیر در تفسیر تحریف کا رنگ بھی دیکھ لیجئے۔ مرزا بشیر الدین محمود صاحب نے قرآن پاک میں جو کھلی تحریف کی اس سے زیادہ تاریک مثال شائد ہی کوئی ہو۔ آپ قادیاں میں درس قرآن پاک دیا کرتے تھے۔

۱۹۴۰ء میں انہوں نے اپنی ان تقاریر کو تفسیر کبیر کے نام سے شائع کیا جو دس جلدوں پر مشتمل ہے۔ قیام پاکستان کے بعد ربوہ منتقل ہونے کے بعد مرزا بشیر الدین صاحب کو نئے مسائل کا سامنا کرنا پڑا۔ چنانچہ آپ نے ان جدید و پیچیدہ اور لاینحل مسائل سے عہدہ برا ہونے کے لئے تفسیر کبیر کے ترجمہ قرآن پاک میں تحریف و ترمیم کی مہم پھر نئے سرے سے شروع کی اور قطع و برید کا یہ نیا نسخہ پہلی بار ۱۹۵۷ء میں تفسیر صغیر کے نام سے ربوہ سے شائع ہوا۔ ایڈیشن در ایڈیشن کی تحریف کی طرح ناظرین کی آسانی کے لئے تفسیر در تفسیر تحریف کو بھی ہم اس طرح پیش کر رہے ہین کہ درمیان میں قرآن پاک کی آیت دائیں بائیں تفسیر کبیر اور تفسیر صغیر کے تراجم موازنہ ملاحظہ ہو۔

آیت ا۔

والذین یومنو ن بما انزل الیك وما انزل من قبلك وبالاخرۃ ھم یو قنون

آل عمران آیت ۵

ترجمہ تفسیر کبیر

اور جو اس پر جو تجھ پر نازل کیا گیا ہے اور جو تجھ سے پہلے نازل کیا گیا ہے اور آئندہ ہونے والی (موعود باتوں) پر بھی یقین رکھتے ہیں

صفحہ ۹۶۔ ۱۳۵، ۱۳۶

اور جو کچھ تجھ نازل کیا گیا ہے یا جو تجھ سے پہلے نازل کیا گیا تھا ایمان لائے ہیں۔ اور آئندہ ہونے والی موعود باتوں پر بھی یقین رکھتے ہیں

تفسیر صغیر صفحہ ۵

آیت ۳

و اذ اخذ اللہ میثا ق النبین لما اتیتکم من کتاب و حکمۃ ثم جاء کم رسول
مصدق لما معکم لتو من بہ و لتنصرف قال ء اقرر تم و اخذ قم علیٰ ذالکم امری
، قالو اقرر نا قال فا شھد و اوانا معکم من الشھدین ۔

ترجمہ تفسیر کبیر

یعنی جب اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء سے یہ فرماتے ہوئے پختہ عہد لیا کہ میرے تم کو کتاب حکمت دینے کے بعد جو ایسا رسول آئے جو تمہارے پاس ہے۔ ذہ اس مصدق ہو تم اس پر ایمان لانا اور اسی کی مدد کرانا۔ پھر فرمایا اقرار کرتے ہو اس بات پر مجھ سے پختہ عہد باندھتے ہو انہوں نے جواب میں کہا ہاں ہم اقرار کرتے ہیں۔ اس پر فرمایا تم بھی گواہ رہو اور میں بھی تمہارا گواہ رہوں گا۔

جلد اول ص ۳۸۴

ترجمہ تفسیر صغیر

اور اس وقت کو بھی یاد کرو جب اللہ نے اہل کتاب سے سب نبیوں والا پختہ عہد لیا تھا کہ جو بھی کتاب اور حکمت میں تمہیں دوں پھر تمہارے پاس کوئی ایسا رسول آئے جو اس کلام کو پورا کرنے والا ہو جو تمہارے پاس ہے تو تم ضرور اس پر ایمان لانا اور اس کی مدد کرنا اور فرمایا تھا کیا تم اقرار کرتے ہو اور اس پر میری طرف سے ذمہ داری قبول کرتے ہو اور انہوں نے کہا تھا ہم اقرار کرتے ہیں فرمایا اب تم گواہ رہو میں بھی تمہارے ساتھ گواہوں میں سے ایک گواہ ہوں۔ ص ۹۰

آیت ۳۔

قل کونو حجارة او حدیدا او خلقا مما یکبر فی صدور کم نسیقولون من یعیدنا
سورۃ بنی اسرائیل ۵۶

تو انہیں کہہ کہ تم خواہ پتھر بن جاؤ یالوہا یا کوئی اور ایسی مخلوق جو تمہارے دلوں میں عظمت رکھتی ہو تب بھی تم کو دوبارہ زندہ کیا جائے گا اس پر وہ ضرور کہیں گے کہ کوئی ہمیں دوبارہ وجود میں لا کر زندہ کرے گا۔ جلد چہارم ص ۳۴۷

تو انہیں کہہ کہ تم خواہ پتھر بن جاؤ یالوہا یا کوئی اور ایسی مخلوق تمہارے دلوں میں ان سے بھی سخت نظر آتی ہو جو (تب بھی تم کو دوبارہ زندہ کیا جائے گا یہ سن کر وہ ضرور کہیں گے کیا کوئی ہمیں دوبارہ زندہ کر کے وجود میں لائے گا۔ ص ۳۵۵۔

راز درون پردہ

بھید کی بات

گذشتہ اوراق میں ہم دیکھ چکے ہیں کہ پیشوایان قادیانیت قرآن پاک میں معنوی تحریف کر کے بالواسطہ طور پر عیسائیوں کے باطل عقائد کی حمایت کی ہے آپ کہہ سکتے ہیں کہ مرزا غلام احمد صاحب اور مرزا بشیر الدین محمود صاحب نے اپنے مفروضہ دعوؤں کے خلاف جانے والی آیات میں معنوی تحریف کر کے انہیں اپنے راستے سے ہٹانے اور اپنے خود ساختہ عقائد اور قرآن پاک میں مطابقت پیدا کرنے کی کوشش کی ہے۔ اگر اس میں ضمنی طور پر نادانستہ طور پر عیسائیت کی حمایت ہو بھی گئی تو اسے دانستہ حمایت کرنا نہیں کہا جا سکتا۔ اس معنوی تحریف سے مقصد ہی تطبیق کی راہ تھی۔ یہ بات یہاں تک ہی محدود نہیں رہی۔ یہ حضرات یہاں بھی رک جاتے تو بہت ممکن ہے ہم بعض مضامین میں ہم ان سے اتفاق کر لیتے

مگر اسے کیا کہئے کہ مرزابشیر الدین محمود صاحب نے قرآن مجید کی بعض ایسی آیات کے ترجمہ میں بھی تحریف کر دی ہے کہ ان آیات کا مضمون ان کے والد گرامی کے مفروضہ دعوؤں کی تائید نہیں کرسکا اور نہ ہی تردید مرزابشیر الدین محمود صاحب نے قرآن پاک میں معنوی تحریف بلاوجہ نہیں کی۔ دراصل اس اقدام سے انہوں نے اپنے ان موروثی مادی مفادات کا تحفظ کیا ہے۔ جو مادی مفادات ان کے والد بزرگوار کے مفروضہ دعوؤں کی بنا تھے۔ اور آپ جانتے ہیں کہ مرزاغلام احمد صاحب قادیانی نے ارشاد کیا کہ

سو میرا مذہب جس کو میں بار بار ظاہر کرتا ہوں یہی ہے۔ کہ اسلام کے دو حصے ہیں ایک یہ کہ خدا تعالیٰ کی اطاعت کریں دوسری اس سلطنت کی جس نے امن قائم کیا ہو جس نے ظالموں کے ہاتھ سے اپنے سایہ میں ہمیں پناہ دی ہو۔ سو وہ سلطنت حکومت برطانیہ ہے

(بعنوان گورنمنٹ کی توجہ کے لائق شہادت القرآن ص ٦٩)

یہ بھی معلوم ہے کہ گورنمنٹ برطانیہ انگریزی کا مذہب عیسائیت ہے۔ جن کی مذہبی کتاب کا نام بائبل ہے جو جناب رسول ﷺ کی بعثت سعادت سے پہلے مبعوث ہونے والے انبیاء کے صحفوں اور ان کے نام منسوب بہت سی کتابوں کا ایک مجموعہ ہے۔ قرآن پاک نے بائبل کے چند مضامین کی تردید اور چند ایک کی تطہیر کی ہے۔ اور بائبل میں انبیاء علیہم السلام سے منسوب بہت سے واقعات کا قرآن پاک نے سرے سے ذکر ہی نہیں کیا اور اس میں بعض انبیاء سے متعلق چند باتیں ایسی بھی بتائی گئی ہیں کہ جو بائبل میں نہیں پائی جاتیں لیکن قرآن مجید نے ان کو اہمیت کے ساتھ بیان کیا ہے۔ سو قرآن پاک کے ان مقامات کی آیات میں معنوی تحریف کر کے مرزابشیر الدین صاحب نے قرآن مجید کو بائبل کے سانچے میں ڈھالنے کی مذموم کوشش کی ہے۔ مثلاً

جناب موسیٰ علیہ السلام کا خدا کے حکم سے اپنی لاٹھی کو سمندر پر مارنا اور سمندر

روحانی خزائن ص ۳۸۰ جلد ٦

کے پانی کا دو حصوں میں پھٹ کر راستہ دے دینا۔ قوم موسیٰ کا پانی کی دو دیواروں کے بیچ سے گذر جانا اور لشکر فرعون کا غرق ہو جانا۔ قرآن پاک نے اسے معجزہ قرار دیا ہے۔ یہ مضمون قرآن پاک کے متعدد مقامات پر اہمیت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے سورہ شعرا میں ہے۔

فلما تر اء الجمعن قال اصحب موسیٰ انا لمد ر کون قال کلا ان معی ربی سعدین فائو حینا الیٰ موسیٰ ان اضرب بعصاك البحر فا نفلق و کان عمل فرق گا لطو د العظیم .

پھر جب فرعون کے لشکر کا بنی اسرائیل سے سامنا ہوا تو موسیٰ کے ساتھیوں نے کہا کہ ہم پکڑے گئے موسیٰ نے کہا بالکل نہیں میرے ساتھ میرا رب ہے۔ جلد ہی کوئی راہ دکھادے گا مجھ کو تب ہم نے موسیٰ کی طرف وحی بھیجی کہ اپنے سونٹے کو سمندر پر مارو (جب اس نے سونٹا مارا، تو پانی) پھٹ گیا اور پھٹ کر الگ ہونے والے پانی کا ہر ٹکڑا دونوں طرف ایک بڑے پہاڑ کی طرح نظر آنے لگا۔ (سورہ شعرا)

قرآن پاک کے برعکس مقدس بائبل مین لکھا ہے۔

پھر موسیٰ نے اپنا ہاتھ سمندر کے اوپر بڑھا دیا۔ اور خداوند نے رات بھر پورلی آندھی چلا کر اور سمندر کو پیچھے ہٹا کر اسے خشک زمین بنا دیا اور پانی دو حصے ہو گیا۔ اور بنی اسرائیل سمندر کے بیچ سے خشک زمین پر چل کر نکل گئے۔

خروج ۱۴۔ ۲۱، ۲۲

مرزا بشیر الدین صاحب فرماتے ہیں!

واز فر قنا بکم البحر فانجینکم وا غر قنا ال فر عون و انتم تنظرون

اور اس وقت کو بھی یاد کرو جب ہم نے تمہارے لئے سمندر کو پھاڑا پھر ہم نے تم کو نجات دی اور تمہاری آنکھوں کے سامنے فرعون کی قوم کو غرق کر دیا۔ اے حاشیہ

۱۔اس وقت جوار بھاٹا کے اصول کے مطابق سمندر پیچھے ہٹ گیا اور قوم موسیٰ سمندر سے نکل گئی مگر فرعون کے لشکر کے آنے پر پانی کے لوٹنے کا وقت آگیا۔ اور وہ ڈوب گیا چونکہ جوار بھاٹا خدا تعالیٰ کے مقرر کردہ اصول کے مطابق آتا ہے۔ خدا تعالیٰ ہی موسیٰ اور فرعون کی اس وقت سمندر پر لے گیا تھا جب جوار بھاٹے کا اثر خدا تعالیٰ کی منشا کے مطابق موسیٰ اور فرعون پر پڑ سکتا تھا۔ اسلئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم سمندر کو پھاڑ کر تم کو نجات دی۔

تفسیر صغیر ص ۱۴

قرآن پاک کے مقابلے میں سمندر کا پھاڑا جانا بائبل میں پوربی آندھی چلنے کا نتیجہ قرار دیا گیا ہے۔ اس لئے مرزا بشیر الدین محمود صاحب نے عیسائیوں کی حمایت میں بائبل کے مضمون کے مطابق قرآن پاک کی تفسیر یہ بیان کی یہ سمندر کا پھاڑا جانا جوار بھاٹے کا نتیجہ تھ حالانکہ نہ پوربی ہوا پانی کو دو حصوں میں تقسیم کرنے کی اہلیت رکھتی ہے۔ اور نہ جوار بھاٹا سمندر کے درمیان آکر سمندر کو پھاڑ کر پیچھے ہٹاتا ہے۔ یہ خلاف عقل وواقعہ بات بشیر الدین صاحب نے قرآن پاک کے خلاف اپنے مفاد میں صرف عیسائیوں کو خوش کرنے کیلئے کی ہے

ایک اور چاپلوسی

قرآن پاک میں بنی اسرائیل کے ایک بادشاہ جو جناب داؤد علیہ السلام کا پیش رو ہم عصر تھا کی فوج کی آزمائش کا واقعہ یوں بیان کرتے ہیں۔

فلما فصل طالوت با الجنو د قال ان الله مبتلكم بنهر فمن شرب منه فليس منى و من لم ليطعمه فا نه منى الامن اغترف غرفته بيده نشربو ا منه الاقليلا منهم فلما جا و زه هر و الذين امنو معه قالو الا طا قته لنا اليوم بجالوت وجنو ده قال الذين يظنو ن انهم ملقو الله كم من فبه قليلة غلبت فيه كثيرة با ذن له وا لله مع الصبرين ولما بر زو الجالوت وجنو ده قالو اربنا افر غ علينا صبرا

وثبت اقدامنا و انصر نا علی القوم الکافرین فهز موهم با ذن الله وقتل دائود جالوت وا ته الله الملک وا لحکمة و علمه مما یشا ء .

پھر جب طالوت لشکر لے کر چلا تو اس نے کہا ایک دریا پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمہاری آزمائش ہونے والی ہے۔ جو اس کا پانی پئے گا وہ میرا ساتھی نہیں۔ میرا ساتھی وہ ہے جو اس میں پیاس نہ بجھائے ہاں ایک آدھ چلو پی لے تو پی لے۔ مگر ایک گروہ خلیل کے سواسب اس دریا سے سیر اب ہوئے۔

پھر جب طالوت اور اس کے ساتھی دریا پار کر کے آگے بڑھے تو انہوں نے طالوت سے کہہ دیا آج ہم جالوت اور اس کے لشکر کا مقابلہ کرنے کی طاقت نہیں رکھتے لیکن جو یہ یقین رکھنے والے تھے کہ ان کو ایک دن اللہ سے ملنا ہے۔ انہوں نے کہا کہ بار بار ایسا ہوا ہے کہ قلیل گروہ اللہ کے حکم سے بڑے گروہ پر غالب آ گیا۔ اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ اور جب وہ جالوت اور اس کے لشکر کے مقابلے میں نکلے تو دعا کی اسے ہمارے رب ہم پر صبر کا فیضان کر ہمارے قدم جما اور کافروں پر ہمیں فتح نصیب فرما آخر کار انہوں نے اللہ کے حکم سے کافروں کا مار بھگایا اور داؤد نے جالوت کو قتل کر دیا۔ اللہ نے اسے سلطنت اور حکمت سے نوازا۔ اور جن چیزوں کا علم چاہا اسے دیا۔ سورہ البقرہ آیت ۲۴۹، ۲۵۰

بائبل میں یہ بات تو تسلیم کی گئی ہے۔ کہ طالوت (ساؤل ا) کی زیر قیادت جہاد کے دوران داؤد علیہ السلام نے جالوت (جولیت) کو قتل کر دیا تھا۔ لیکن طالوت کی فوجوں کا دریا کے پانی سے آزمائے جانے کا ذکر نہیں ہے۔ بائبل کے بیان کے مطابق دریا کے پانی سے طالوت سے دو سو سال پہلے گزرنے والے ایک سورما جوعون کے رضاکار ساتھیوں کی دریا کے پانی سے آزمائش ہوئی تھی۔ جدعون اور اس کے ساتھیوں کے پانی کے ذریعے امتحان کا واقعہ بائبل کی کتاب "قضاۃ" ۷، ۸ میں لکھا ہے۔

مرزا بشیر الدین محمود صاحب نے اپنی تفسیر میں قرآن پاک کی مخالفت اور بائبل

کی تائید و تصدیق کر کے طالوت کو جدعون قرار دے کر دریا کے پانی سے جدعون کے ساتھیوں کا امتحان لیا جانا تسلیم کیا۔

آپ لکھتے ہیں۔

طالوت سے مراد جدعون ہے اور یہ صفاتی نام ہے۔ پرانے عہد نامے کی کتاب "قضاۃ" باب ۷ سے معلوم ہتاہے۔ کہ جدعون کے ساتھیوں کا نہر کے ذریعہ سے امتحان ہوا تھا۔

تفسیر صغیر ص ۶۴

علماء عیسائیت کو اعتراف ہے کہ جدعون کے دو سو سال بعد بنی اسرائیل کے مطالبہ پر سیموئیل نبی نے ساؤل (طالوت) کو بادشاہ بنایا تھا۔ اور اس بادشاہ کی زیر قیادت داؤد علیہ السلام نے قبطی جولیت (جالوت) کو قتل کیا تھا۔ یہ باور کیا جانا ممکن نہیں کہ طالوت سے مراد جدعون ہے۔ اسلئے کہ قرآن پاک نے محض یہ اشارہ نہیں فرمایا کہ طالوت کے ساتھیوں کا پانی کے ذریعہ سے امتحان لیا گیا تھا بلکہ طالوت کے ساتھیوں کا امتحان لیا گیا تھا۔ اور اس کے ایک ساتھی داؤد نے جالوت کافر کو قتل کیا تھا جبکہ بائبل کی کتاب "قضاۃ" میں صرف یہ بتایا گیا ہے کہ جدعون کے ساتھیوں کا امتحان نہر کے پانی کے ذریعہ لیا گیا تھا۔ گویا کہ جدعون اور طالوت کے درمیان داؤد علیہ السلام کا وجود آکر طالوت کی مراد جالوت نہیں لینے دیتا۔

مرزا بشیر الدین صاحب نے یہاں شرافت کا دامن چھوڑ کر جھوٹ کا سہارا لے کر عجیب منطق بکھیری ہے۔ جو دروغ گوئی کا عظیم تر شاہکار ہے۔ آپ لکھتے ہیں۔

اب ایک سوال حل طلب رہ جاتا ہے کہ بائبل کی رو سے داؤد نے جالوت کو قتل کیا تھا لیکن قرآن کریم نے جدعون کے واقعہ میں بھی جالوت کا ذکر کیا ہے۔ اس کے متعلق یاد رکھنا چاہیئے کہ جالوت بھی ایک صفاتی نام ہے۔ عبرانی کے لحاظ سے بھی اور عربی کے لحاظ سے بھی جالوت اس شخص کو کہتے ہیں جو ملک میں فساد کرتا پھرے۔ یعنی ڈاکے مارتا پھرے اور

منظم حکومتوں کے خلاف اٹھنے والے اسی طرح کام کیا کرتے ہیں۔ پس معنوں کے لحاظ سے بھی جدعون کے دشمن کو جالوت کہا گیا ہے۔ اور داؤد کے دشمن کو بھی جالوت کہا گیا ہے۔ جدعون کا دشمن بھی آوارہ گرد ڈاکو تھا۔ جو ملک میں فساد پھیلاتا پھرتا تھا۔ اور جالوت کہلاتا تھا اسی طرح داؤد علیہ السلام نے ملک میں امن قائم کرنے کیلئے جس دشمن کا مقابلہ کیا وہ بھی آوارہ گرد فسادی تھا۔ اور جالوت کہلانے کا مستحق تھا۔ پس دونوں کے دشمنوں کو جالوت کہا گیا ہے۔

تفسیر صغیر ۶۵

موازنہ حق و باطل

مرزا بشیر الدین صاحب کی بیان کردہ تفاسیر کے مطالعہ سے نہ صرف اس بات کا ثبوت ملتا ہے۔ کہ انہوں نے اپنے والد مرزا غلام احمد صاحب کی بنیادی نبوت کو اسلامی لبادہ میں پیش کرنے کی ناکام کوشش میں قرآن پاک کی مطلوبہ آیات میں معنوی تحریف کی بلکہ انہوں نے قرآن پاک کے ان مقامات میں بھی معنوی تحریف کی جو مقامات نیچریوں کے نزدیک قابل تاویل ہیں۔ اس سے پہلے ہم دیکھ چکے ہیں کہ ہادیان قادیانیت نے عیسائیوں کی حمایت میں قرآن پاک کی بہت سی آیات میں معنوی تحریف کی تھی۔ ظاہر ہے کہ یہ رویہ انہوں نے مسلمانوں کے مقابلے میں اہل باطل کی حمایت حاصل کرنے کے لئے اختیار کیا۔ جناب آدم علیہ السلام، ابلیس اور فرشتوں کے بارے میں نازل ہونے والی دو ایک آیات کے تراجم اس طرح ملاحظہ فرمائیں کہ درمیانی آیات قرآن پاک اور دائیں طرف اہل حق کا ترجمہ اور بائیں طرف مرزا بشیر الدین صاحب کا محرب ترجمہ تاکہ حق و باطل میں موازنہ کرنے میں آسانی رہے۔

آیت ا۔

و از قلنا للملئکة اسجدو الادم فسجدو الا ابلیس کان من الجن ففسق عن امر ربه ۔ الکھف ۵۱ تفسیر صغیر ص ۳۷۳

آیت ۲۔

قال ما منعك الا تسجد و اذا مر تك قال انا خير منه خلقتنےٰ من نا ر وخلقنه من طنن۔

ا۔ترجمہ مرزا بشیر الدین محمود

اور اس وقت کو بھی یاد کرو جب ہم نے فرشتوں سے کہا تھا مل کر سجدہ کرو اس پر انہوں نے تو اس حکم کے مطابق اس کے ساتھ ہو کر سجدہ کیا۔

ترجمہ شاہ رفیع الدین محدث دہلوی

اور جس وقت کہا ہم نے فرشتوں کو سجدہ کرو آدم کو پس سجدہ کیا انہوں نے مگر ابلیس نے نہ کیا۔

۲۔

اس پر خدا نے اس سے کہا کہ میرے حکم کے باوجود تجھے سجدہ کرنے سے کس نے روکا تھا۔ اس نے جواب دیا کہ میں تو اس آدم سے بہتر ہوں تو نے میری فطرت میں آگ رکھی ہے اور اس کی فطرت میں گیلی مٹی کی صفت رکھی ہے۔

کہا کس چیز نے منع کیا تم کو نہ سجدہ کیا تم نے جب حکم کیا میں نے تجھ کو۔ کہا میں بہتر ہوں اس سے پیدا کیا تو نے مجھ کو آگ سے اور پیدا کیا اس کو مٹی سے۔

یہ بھی جھوٹ ہے قرآن پاک میں سرے سے لفظ جدعون ہی موجود نہیں۔

تاویل

امام الہند شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مستوی شرح عربی موطا میں لکھتے ہیں۔

بان ذالك ان المخالف اللدين لحق ان لم يعتف به ولم يذعن لا ظاهر ا ولا با طنا فهو كافر و ان اعترف بلسانه و قلبه على لكفر فهم المنافق و ان اعترف به ظاهر لكنه يفسر بعض ما ثبت من الدين ضرور ة بخلاف ما فسده الصحابه التا بعون و جتمعت عليه الا مة فهو الزيديق

شرح اسکی یہ ہے کہ جو شخص دین حق کا مخالف ہے اگر وہ دین اسلام کا اقرار ہی نہ کرتا ہو اور نہ دین اسلام کو مانتا ہو، نہ ظاہری طور پر اور نہ باطنی طور پر، تو وہ کافر کہلاتا ہے۔ اور اگر زبان سے دین کا اقرار کرتا ہو لیکن دین کے بعض قطعیات کی ایسی تاویل کرتا ہو جو صحابہ و تابعین اور اجماع امت کے خلاف ہو تو ایسا شخص زندیق کہلاتا ہے۔

بیان

تاویل صحیح اور تاویل باطل کا فرق کرتے ہوئے شاہصاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں

ثم التاويل تاويلان ، تاويل و يخالف قاطعا من الكتاب و السنة و اتفاق الامة ، و تاويل يصادم ماثبت بقا طع فذالك لزندقه

پھر تاویل کی دو قسمیں ہیں ایک تاویل جو کتاب و سنت اور اجماع امت سے ثابت شدہ کسی قطعی مسئلہ کے خلاف نہ ہو اور دوسری وہ تاویل جو ایسے مسئلے کے خلاف ہو جو تاویل قطعی سے ثابت ہے پس ایسی تاویل زندقہ ہے

آگے زندیقانہ تاویلوں کی مثالیں ذکر کرتے ہوئے شاہصاحب رحمتہ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

اوقال ان النبی ﷺ خاتم النبوۃ — یا کوئی شخص یوں کہے کہ نبی کریم ﷺ بلاشبہ
ولکن معنی ھذا الکلام انہ لا یجوز ان — خاتم النبیین ہیں، لیکن اس کا مطلب یہ ہے کہ
یسمی بعد احد بالنبی . واما معنی النبوۃ — آپ ﷺ کے بعد کسی کا نام نبی نہیں رکھا
وھو کون الانسان مبعوثا من اللہ — جائے گا۔ لیکن نبوت کا مفہوم یعنی کسی انسان
تعالیٰ الی الخلق مفترض الطاعۃ — کا اللہ تعالیٰ کی جانب سے مخلوق کی طرف
معصوما من الذنوب و من البقاء — مبعوث ہونا، اس کی اطاعت کا فرض ہونا اور
علی الخطا فیما یری فھو موجود فی الامۃ — اسکا گناہوں سے اور خطاء پر قائم رہنے سے
بعدہ فھو الزندیق (مسوی ج۲ ص۱۳۰) — معصوم ہونا۔ یہ آپ ﷺ کے بعد بھی امت
میں موجود ہے تو یہ شخص "زندیق" ہے۔

خلاصہ یہ کہ جو شخص اپنے کفریہ عقائد کو اسلام کے رنگ میں پیش کرتا ہو، اسلام کے قطعی و متواتر عقائد کے خلاف قرآن و سنت کی تاویلیں کرتا ہو ایسا شخص زندیق کہلاتا ہے

دوم یہ کہ زندیق مرتد کے حکم میں ہے بلکہ ایک اعتبار سے زندیق، مرتد سے بھی بدتر ہے کیونکہ اگر مرتد توبہ کر کے دوبارہ اسلام میں داخل ہو تو اس کی توبہ بالاتفاق لائق قبول ہے لیکن زندیق کی توبہ کے قبول ہونے یا نہ ہونے میں اختلاف ہے۔ چنانچہ در مختار میں ہے۔

او کذا الکافر بسبب (الزندقہ) — اور اسی طرح جو شخص زندقہ کی وجہ سے کافر
لا توبۃ لہ وجعلہ فی الفتح ظاھر — ہو گیا ہو اس کی توبہ قابل قبول نہیں اور فتح
المذھب لکن فی حظر الخاینۃ — القدیر میں اس کو ظاہر مذہب بتایا ہے لیکن
الفتویٰ علی انہ (اذا اخذ) — فتاویٰ قاضی خان میں کتاب الحضر میں ہے
الساحر او الزندیق المعروف — کہ فتویٰ اس پر ہے جب جادوگر اور زندیق
الداعی قبل توبتہ ثم تاب لم تقبل — جو معروف اور داعی ہو توبہ سے پہلے گرفتار ہو
توبتہ و یقتل ولو اخذ بعدھا قبلت (شامی ص ۲۴۲ ج ۴) جائیں اور پھر گرفتار ہونے کے بعد

توبہ کریں تو ان کی توبہ قبول نہیں بلکہ ان کو قتل کیا جائے گا۔ اور اگر گرفتاری سے پہلے توبہ کرلی تھی تو توبہ قبول کی جائے گی۔

البحراق میں ہے :!

لا تقبل تو بة الزنديق فى ظاهر المذهب وهو من لا يتدين بدين وفي الخاينة قالو ان جاء الزنديق قبل ان يو خذ فا قرارة زنديق ختاب عن ذلك تقبل توبته و ان اخذ ثم تاب لم تقبل تو بته و يقتل

(ص ۱۳۲ جلد ۵)

ظاہر مذہب میں زندیق کی توبہ قابل قبول نہیں اور زندیق وہ شخص ہے جو دین کا قائل نہ ہو اور فتاوی قاضی خان میں ہے کہ اگر زندیق گرفتار ہونے سے پہلے خود آکر اقرار کرے کہ وہ زندیق ہے پس اس سے توبہ کرے تو اس کی توبہ قبول ہے اور اگر گرفتار ہوا پھر توبہ کی تو اس کی توبہ قبول نہیں کی جائے گی بلکہ اسے قتل کیا جائے گا۔

قادیانیوں کا زندیق ہونا بالکل واضح ہے۔ کیونکہ ان کے عقائد اسلامی عقائد کے قطعاً خلاف ہیں۔ اور وہ قرآن وسنت کے نصوص میں غلط سلط تاویلیں کر کے جاہلوں کو یہ باور کراتے ہیں کہ خود تو وہ پکے سچے مسلمان ہیں ان کے سوا باقی پوری امت گمراہ اور کافر بے ایمان ہے جیسا کہ قادیانیوں کے دوسرے سربراہ آنجہانی مرزا بشیر الدین لکھتے ہیں۔

"کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود (یعنی مرزا) کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہیں سنا وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔"

آئینہ صداقت ص ۳۵

یوسف لدھیانوی